فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

طلوع الشمس من المغرب کی تشریح

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال لا تقوم الساعۃ حتیٰ تقتتل فئتان عظیمتان یکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوتھما واحدۃ .... وحتیٰ تطلع الشمس من مغربھا فاذا طلعت ورا ٰھا الناس یعنی اٰمنوا اجمعون فذالک حین لا ینفع نفسًا ایمانھا لم تکن اٰمنت من قبل اوکسبت فی ایمانھا خیرًا۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قیامت نہیں آئیگی۔ یہاں تک کہ دو بڑے گروہ[1] آپس میں لڑیں ان کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا......... اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے پس جب وہ نکل آئے اور لوگ اسے دیکھ لیں یعنی سب کے سب ایمان لے آئیں تو یہ ایسا وقت ہے کہ کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دیگا۔ جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا۔ یا اپنے ایمان میں نیک کام نہیں کیا (بخاری کتاب الفتن) اس کے علاوہ بخاری کی دو حدیثیں اور بھی ہیں جو اسی مضمون کے متعلق ہیں۔ ان تمام کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہی ہیں۔ درحقیقت رسول اللہ صلعم کی یہ ایک پیش گوئی ہے جس کی آج تک ذیل کی تشریحات ہوتی رہی ہیں:

(۱) عام طور پر اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب سورج جو آج کل مشرق سے نکلتا ہے مغرب سے نکلے گا جس سے دنیا میں ایک بڑا انقلاب پیدا ہوگا۔ اور بعد ازاں قیامت برپا ہوگی۔

(۲) مغرب سے آفتاب کا طلوع اگر اپنے ظاہری معنی پر ہے تو اس عالم کے درہم برہم ہونے کی طرف

---

[1] ان دونوں گروہوں سے مراد برٹش اور جرمن بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ دونوں کو اپنی اپنی راستی کا دعویٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں ایک دوسرے کی ترقی ہرگز نہیں بھاتی۔

اشارہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد آفتابِ اسلام کا ممالکِ مغربی سے طلوع ہونا ہو۔ کیوں کہ پہلے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال تک اسلام کا رُخ مشرق کی طرف ہی زیادہ رہا ہے۔

(مولانا محمد علی مفسر قرآنِ کریم و صحیح بخاری)

(۳) مولانا حالی مرحوم نے مغرب کے علم و ہنر اور سائنس کو سورج سے تشبیہہ دی ہے کیوں کہ جیسے سورج روشنی دیتا ہے اسی طرح سے علم بھی جس کے ذریعہ دنیا میں انقلابِ عظیم پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ان کی ایک مشہور نظم ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اے عزیزو! تم بھی ہو آخر بنی نوعِ بشر — غل ہے کیا نوعِ بشر میں کچھ تمہیں بھی ہے خبر!
کر رہا ہے خاک کا پتلا وہ جوہر آشکار — ہو رہی ہے جس سے شانِ کبریائی جلوہ گر
اُس نے ان کمزور ہاتھوں سے مسخر کر لیا — ابر و برق و باد سے تا بر و بحر و دشت و در
حق نے آدم کو خلافت اپنی جو کی تھی عطا — دے رہے ہیں اُس خلافت پر گواہی بحر و بر
کل کی تحقیقات نظروں سے اُتر جاتی ہے آج — بڑھ رہا ہے دم بدم یوں آج کل علمِ بشر
قوتِ ایجاد نے اب یہاں تلک پکڑا ہے زور — شام کی ایجاد ہو جاتی ہے باسی تا سحر
کہتے ہیں مغرب سے جب ہوگا برآمد آفتاب — عرصۂ آفاق میں ہوگی قیامت جلوہ گر
دوستو! شاید وہ نازک وقت آ پہنچا قریب — آ رہی ہے روشنی مغرب سے اک اُٹھتی نظر
رَو ترقی کی چلی آتی ہے موجیں مارتی — اگلے وقتوں کے نشاں کرتی ہوئی زیر و زبر
دستکاری کو مٹاتی صنعتوں کو روندتی — علم و حکمت کی پُرانی بستیاں کرتی کھنڈر

ہوشیاروں کو کرشمے اپنے دکھلاتی ہوئی
غافلوں کو موت کا پیغام پہنچاتی ہوئی

بلا شبہ دنیا بھر کے لوگ مغرب کے علم و ہنر کے سورج کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا تاوقتیکہ پہلے کوئی علم حاصل نہ کرے یا علم حاصل کر کے کسی نیک کام میں کوئی حصہ نہ لے جن قوموں نے مغرب کی اس روشنی سے فائدہ اُٹھایا وہی ترقی کر رہی ہیں۔ مجھے افسوس

سے کہنا پڑتا ہے کہ سب سے پہلے اہل اسلام نے ہی مغرب کے علم و ہنر کی مخالفت کی اور یہی خسارہ اُٹھا رہے ہیں۔ عیاں را چہ بیاں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغرب کی اچھی باتوں کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں گویا اہل یورپ سے دشمنی رکھتے ہیں اور انصاف سے کام نہیں لیتے حالانکہ اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس آیۃ کو ملاحظہ کیجئے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے لئے کھڑے ہونے والے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ کا تقویٰ کرو۔ بیشک اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو (۵ آیۃ ۸) کہاں ایسی تعلیم اور کہاں اکثر مسلمانوں کا یہ عمل کہ جو شخص خدا لگتی بات بھی اہل یورپ کے حق میں کہہ دے تو جھٹ اسے تنخواہ دار ایجنٹ ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ مگر اپنی جہالت پست ہمتی۔ کوتاہ نظری اور کم عقلی کا رونا نہیں روتے۔

(۴) مغرب سے سورج نکلنے کی ایک تشریح یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی شمس نامی آدمی مشرق سے مغرب کو جائے اور وہاں کے حالات پر غور کر کے پلٹے اور اس بات کو ثابت کر دے کہ اہل مغرب کا موجودہ تمدن سوائے چند باتوں کے قرآن کریم کی تعلیم کے قریب ہے یہی وجہ ہے کہ وہ فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور اہل اسلام کا موجودہ تمدن سوائے چند باتوں کے قرآن پاک کی تعلیم سے دور ہے یہی سبب ہے کہ یہ نقصان اُٹھا رہے ہیں۔ برادران اسلام اس بات کو بخوبی ذہن نشین کر لیں کہ اگر اہل یورپ آپس کی لڑائی میں تباہ بھی ہو جائیں تو بھی آپ اپنے موجودہ تمدن کے ہوتے کوئی ترقی نہ کر سکیں گے۔ تا وقتیکہ آپ اس کو بدل نہ ڈالیں اور قرآن کریم کو اپنا دستور العمل نہ بنالیں۔ چنانچہ ہمارے مذہبی پیشوا اور لیڈران قوم بھی یہی کہتے ہیں کہ یورپ نے اسلامی اصول کو لے کر ترقی کی ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ یہی حضرات مسلمانوں کو یورپ کی اچھی باتوں کی بھی تقلید کرنے سے روکتے ہیں اب ایسی حالت میں بھلا قوم کیا ترقی کر

عرضِ حال

ہندوستان۔ سیلون۔ برما۔ ملایا۔ چین۔ مصر۔ انگلینڈ۔ مغربی۔ جنوبی۔ مشرقی افریقہ اور دیگر مختلف ممالک کی سترہ[14] سالہ سیر و سیاحت کے بعد خاکسار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں کی تنزل اور ادبار کے بہت سے اسباب ہیں۔ اُن میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ اہل اسلام قرآن مجید کی تعلیم کے عامل نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دن بدن تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ حالانکہ کلام ربانی کے نازل کیے جانے کی اصل غرض یہ تھی کہ وہ اس پر عمل کر کے ہر قسم کی دینی اور دنیاوی ترقی کی راہ پر قدم ماریں بلاشبہ جب تک ہمارے بزرگ قرآن پاک کے عامل رہے اُنھوں نے اپنے زمانہ کے مطابق ہر قسم کی ترقی کی۔ اور اللہ نے اُنھیں دنیا میں حکمراں بنا کر رکھا۔ مگر جوں جوں مسلمانوں کے اعمال قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف ہوتے گئے اُسی نسبت سے یہ قعرِ مذلت میں گرتے گئے۔ چنانچہ اب اہل اسلام کا جو حال ہے۔ اس پر یہ آیت صادق آتی ہے۔ وقال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجورا اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز کی طرح قرار دے دیا ہے (۲۵ آیت ۳۰) غور کر کے دیکھ لیجئے کہ جن حالات اور کمزوریوں کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاتھوں سے حکومت چھن گئی تھی اُن میں اس وقت تک نہ تو کوئی اہم تبدیلی کی گئی ہے۔ اور نہ کسی قسم کی اصلاح۔ بلکہ آج کل کی حالت تو اس حالت سے بھی ابتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بجائے ترقی کے تنزل ہو رہا ہے۔

حقیقتاً مسلمانوں کے زوال کا باعث اُن کے وہ مذہبی راہنما اور لیڈران قوم ہیں جنھوں[1] نے اول تو دوسری قوموں کی رسموں سے متاثر ہو کر کلام ربانی کی تعلیم کو اہل اسلام کے سامنے بگاڑ کر

---

[1] گویا اللہ کے احکام کو مسلمانوں سے چھپایا۔ اور اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنایا ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت والھدٰی من بعد ما بینٰہ للناس فی الکتٰب اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللٰعنون۔ جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو ہم نے کھلی باتوں اور ہدایت سے اُتارا ہے۔ اس کے بعد کہ ہم نے اُسے

پیش کیا۔ مثلاً رسمی پردہ کا قایم کرنا۔ مسلم خواتین کو مساوی احکام کے ماتحت بھی یکساں حقوق نہ
دینا۔ صغر سنی میں بچوں کی شادی کر دینا جس کا انجام یہ ہوا کہ مسلمان قرآن مجید کی اصل تعلیم سے
اتنے بے بہرہ ہو گئے کہ رسموں پر چلنے کا نام ہی اسلام سمجھ لیا۔ ایسے حضرات نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ
اگر ہم کو رسموں پر ہی عمل کرنا تھا تو پھر قرآن کریم کے نازل ہونے اور رسول اللہؐ کے مبعوث
ہونے کی ضرورت کیا تھی۔ اور دوئم غیر قوموں کے باطل عقائد کی تقلید کر کے کلام ربانی کی
بعض آیات کے ایسے غلط معنی کیئے جو کہ قطعاً قرآن مجید حدیث شریف عقل اور فطرت کے خلاف
تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر قوموں کے بعض باطل عقائد بھی عام طور پر مسلمانوں میں اس قدر
راسخ اور مشہور ہو گئے۔ کہ اب ان کی اصلاح کرنا کارے دارد۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
بجسد عنصری زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا۔ اور سوئم یہ کہکر کہ عقل کو اسلام کے کاموں میں کوئی دخل
نہیں جو ہم کہیں وہی مانو۔ اہل اسلام کو اپنی عقل سے کام لینے کا کوئی موقع نہ دیا۔ دوسرے
لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اکثر مسلمانوں نے اپنی عقلوں کو اپنے پیروں اور پیشواؤں کے
پاس گروی رکھ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عقل اور سمجھ کو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے اُن کے
سوچنے اور سمجھنے کی قوت ہی سلب ہو گئی۔ گویا وہ اس آیت کا مصداق ہو گئے۔ ام تحسب
ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام یا کیا تو خیال کرتا ہے۔ کہ اُن
میں سے اکثر سنتے ہیں۔ یا عقل سے کام لیتے ہیں وہ صرف چارپایوں کی طرح ہیں ۲۵ آیتہ ۴۴
بلاشبہ ایسے لیڈر اور پیشوا مسلمانوں کو بجائے آگے بڑھانے کے پیچھے لے جا رہے ہیں۔
چنانچہ مسلمانوں کی بہبودی اور ترقی کے لئے آج تک جتنی تحریکیں پیدا ہوئی ہیں۔ مثلاً
انگریزی تعلیم کا حاصل کرنا۔ عورتوں کو آزادی اور مساوی حقوق دینا۔ صغر سنی میں شادی نہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) لوگوں کیلئے کھول کر کتاب میں بیان کر دیا ہے۔ یہی ہیں کہ اللہ اُن پر لعنت کرتا ہے
اور لعنت کرنے والے اُن پر لعنت کرتے ہیں (۲ آیتہ ۱۵۹)

کرنا۔ عورتوں کو تعلیم دلانا اور اُن کو قومی کاموں میں حصہ لینے کی اجازت دینا۔ عورتوں کو دیکھ کر اور تبادلہ خیالات کر کے نکاح میں لانا۔ غیر ممالک میں بھی اشاعت اسلام کرنا۔ ان تمام اصلاحات کی اکثر مذہبی راہ نماؤں نے اتنی مخالفت کی ہے کہ اللہ کی پناہ۔ ایسے لیڈر اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کی ترقی اور بہبودی کس کام میں ہے۔

اب مسلمانوں کی ترقی اسی حال میں ہو سکتی ہے جب وہ ایسے مذہبی راہ نماؤں اور لیڈروں کے پنجوں سے نکل جائیں۔ اور خود اپنی عقل سے کام لیں۔ چنانچہ اہل یورپ نے بھی اُسی وقت ترقی کی جب وہ اپنے پادریوں اور مذہبی راہ نماؤں کے پنجوں سے نکل گئے۔ اور اپنی عقل سے کام لیا۔ دراصل جو لوگ اپنی عقل سے کام نہیں لیتے وہ حیوانوں سے بدتر ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون اللہ کے نزدیک سب جانداروں سے بدتر وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے (۸ آیۃ ۲۲)

ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون۔ اور وہ پلیدی (ذلت) کو انھیں پر ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے (۱۰ آیۃ ۱۰۰)۔

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انسان اور حیوان میں صرف عقل کا ہی فرق ہے۔ اب جو شخص انسان کہلا کر بھی اپنی عقل سے کوئی کام نہ لے بھلا وہ کیونکر حیوانوں سے بدتر نہ ہو۔

برادران اسلام۔ وہ بھی ایک زمانہ تھا جب اہل اسلام ترقی کے عروج پر پہنچے ہوئے تھے اور اہل یورپ اس بات کی کوششیں کیا کرتے تھے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں جن کے باعث اہل اسلام فتح پر فتح پا رہے ہیں۔ بقول اقبال مرحوم "مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری؛ تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا"۔ زمانہ کی گردش سے اب مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اتنی بھی ہمت نہ رہی کہ اس بات پر غور کریں کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کے باعث اہل یورپ اتنی ترقی کر رہے ہیں۔ خاکسار کو بھی یورپ جانے کا اتفاق ہوا۔ انگلینڈ میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد اہل یورپ کی ہر قسم کی ترقی اور عروج کو دیکھ کر حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ یا الٰہی یہ قوم کثرت سے خنزیر کھانے والی شراب پینے والی ڈانس کرنے والی اور جوا کھیلنے والی کیونکر اتنی بڑی ترقی کر رہی ہے۔ آخر میرے دل میں اس کی تحقیقات کا خیال پیدا ہوا۔ غور و فکر کرنے کے بعد خاکسار ذیل کے نتائج پر پہنچا:

(اہل یورپ)

(۱) اہل یورپ کے اعمال کا زیادہ حصہ قرآن مجید کی تعلیم کے نزدیک ہے۔

(۲) اہل یورپ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔

(۳) اہل یورپ اکثر عقل سے کام لیتے ہیں۔

(۴) اہل یورپ اکثر علم و ہنر میں ترقی کرتے ہیں۔

(۵) " " بہ نسبت عقائد کے عمل پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

(۶) " " " فروعات کے اصولوں پر زیادہ عمل کرتے ہیں۔

(اہل اسلام)

(۱) اہل اسلام کے اعمال کا زیادہ حصہ قرآن مجید کی تعلیم سے دور ہے۔

(۲) اہل اسلام کم۔

(۳) اہل اسلام اکثر عقل کو بالائے طاق رکھتے ہیں۔

(۴) اہل اسلام اکثر جہالت میں۔

(۵) " " بہ نسبت عمل کے عقائد پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

(۶) " " " اصولوں کے فروعات پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

اہل یورپ	اہل اسلام
(۷) اہل یورپ کے کام بہ نسبت برائی کے نیکی کے زیادہ ہیں۔	(۷) اہل اسلام کے کام بہ نسبت نیکی کے برائی کے زیادہ ہیں۔
(۸) اہل یورپ کی عورتیں اکثر تعلیم یافتہ ہیں۔	(۸) اہل اسلام کی عورتیں اکثر جاہل۔
(۹) " " اپنی عورتوں کو آزادی اور مساوی حقوق دیتے ہیں۔	(۹) " " اپنی عورتوں کی آزادی اور مساوی حقوق کے نام سے ہی ناآشنا ہیں۔
(۱۰) " " کی عورتیں باہر بھی مردوں کے دوش بدوش ہر کام میں حصہ لے رہی ہیں۔	(۱۰) " " کی عورتیں گھروں کی چار دیواری میں دولہا اور چولہا لیکر بیٹھی ہوئی ہیں۔

بلاشبہ اہل یورپ میں کثرت اُن لوگوں کی ہے جن کے اعمال کا زیادہ حصہ قرآن پاک کی تعلیم کے نزدیک ہے۔ اور اہل اسلام میں کثرت اُن لوگوں کی ہے جن کے اعمال کا زیادہ حصہ کلام مجید کی تعلیم کے مطابق نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ترقی کر رہے ہیں اور یہ تنزلی۔

(۲) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اہل یورپ قرآن پاک کے ماننے والے ہی نہیں۔ تو پھر اُن کے اعمال کا زیادہ حصہ اس کی تعلیم کے نزدیک کیسے ہوگیا۔ اس کے لئے ذیل کے جوابات ملاحظہ فرمائیے۔

اوّل قرآن پاک میں پہلی کتابوں کی تمام وہ تعلیم موجود ہے جو قائم رکھنے کے قابل تھی۔ جیسا کہ اس آیۃ سے ثابت ہوتا ہے۔ فیھا کتب قیمۃ جس میں قائم رہنے والی کتابیں ہیں (۹۸ آیۃ ۳) اب خواہ اہل یورپ پہلی کتابوں سے خواہ قرآن کریم سے علم حاصل کر کے عمل کریں تو اس صورت میں یہی کہا جائیگا کہ اُن کا عمل کلام ربانی کی تعلیم کے مطابق ہے۔ کیونکہ ایک تو سابقہ کتب کی تعلیم بھی قرآن پاک میں آچکی ہے۔ اور دوئم وہ کتب بھی خدا کی طرف سے نازل شدہ تھیں۔ چنانچہ قرآن کریم بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام اور اُن کی کتب پر ایمان لانا ضروری ٹھہرایا گیا۔ ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک اور جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اُتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا (۲ آیۃ ۴) ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب

وَالنَّبِیّٖنَ لیکن بڑا نیک وہ ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے (۲ آیۃ ۱۷۷) درحقیقت علم کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہے۔ جب سے آدم پیدا ہوئے جیساکہ اس آیۃ سے ثابت ہوتا ہے۔ وعلّم اٰدم الاسماء کلّھا اور آدم کو سب کے نام سکھائے۔ (۲ آیۃ ۳۱) اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو بھی اسی طرح وحی نازل ہوئی جیسے کہ حضرت نوحؑ اور دیگر انبیاء علیہ السلام کو۔ اس آیۃ کو ملاحظہ کیجئے۔ انّا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہٖ بے شک ہم نے تیری طرف وحی کی جیسے ہم نے نوح اور اس سے پچھلے نبیوں کی طرف وحی کی (۴ آیۃ ۱۶۳) دراصل نبیوں کی وحی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک شخص حضرت نوحؑ کی وحی سے سچ بولنے کی ہدایت حاصل کرلیتا ہے۔ اور دوسرا شخص حضرت محمد رسول اللہؐ کی وحی سے سچ بولنے کی ہدایت پالیتا ہے کیونکہ دونوں نبیوں کی وحی خدا کی طرف سے ہے۔ البتہ انسانوں کے اعمال میں اس وقت فرق پڑیگا جبکہ ایک شخص حضرت نوحؑ کی وحی پر عمل کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص حضرت محمد رسول اللہؐ کی وحی پر عمل نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں جیساکہ اللہ تبارک تعالیٰ محدود نہیں۔ اسی طرح سے قرآن مجید کی تعلیم بھی محدود نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں بھی کوئی علمی انکشاف ہو یا ایسی تعلیم یا ہدایت پائی جائے جس کی تصدیق قرآن پاک سے ہو سکے تو اسے بھی کلام ربانی کی ہی تعلیم کہا جائیگا۔ خواہ ایسی تعلیم پہلی کتابوں میں بھی نہ پائی جائے۔ اس آیت کو ملاحظہ فرمائیے بل ھو اٰیٰت بیّنٰت فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد بایٰتنا الا الظّلمون بلکہ وہ (قرآن مجید) اُن لوگوں کے سینوں میں کھلی آیتیں ہیں جنھیں علم دیا گیا ہے۔ اور ظالموں کے سوائے ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرتا (۲۹ آیۃ ۴۹)

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر انسان اپنی عقل۔ فہم اور کوشش سے تجربوں کی بنا پر علم حاصل کرلے۔ تو اس صورت میں بھی یہی کہا جائیگا کہ اللہ نے اُسے علم سکھایا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کے عطا کردہ قوےٰ اور سامانوں کو استعمال کرکے علم حاصل کیا ہے جیساکہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللّٰہ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے

جیسا کہ اللہ نے اُسے سکھایا ہے (۲ آیۃ ۲۸۲) تعلمونھن مما علمکم اللہ تم اُن (شکاری جانوروں) کو سکھاتے ہو اس علم سے جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے (۵ آیت ۴) اب اگر اہل یورپ اپنی عقل سمجھ اور کوشش سے تجربوں کی بنا پر علم حاصل کرکے عمل کریں۔ اور قرآن پاک سے ان کے عمل کی تصدیق بھی ہو جائے تو ایسی حالت میں بھی یہی کہا جائیگا کہ اُن کا عمل قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم عین فطرت کے مطابق ہے لہذا جو لوگ اسکی تعلیم پر عمل کرینگے وہی ترقی کریں گے خواہ اسے نہبی مانیں بلا شبہ اہل یورپ کی ترقی اُن کی مذہبی تعلیم کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ قرآنی تعلیم پر کاربند ہونے کا نتیجہ ہے دوسرے لفظوں میں سمجھ لیجئے کہ اہل یورپ مقدس بائبل کی تعلیم کو چھوڑ کر ترقی کر گئے۔ اور اہل اسلام قرآن مجید کو تعلیم کو چھوڑ کر تنزلی میں گر گئے۔ حالانکہ اُنھیں اس کی تعلیم سے زیادہ فائدہ اُٹھانا چاہئے تھا۔ کیونکہ وہ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ اور اللہ نے اس پر عمل کرنے والوں کو خوشخبری کا وعدہ بھی دیا ہے۔ اس آیۃ کو ملاحظہ کیجئے ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحت ان لھم اجرًا کبیرًا اور بشارت دیتا ہے ایمان والو کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں کہ ان کو بڑا بھاری اجر ملیگا (۱۷۔ آیۃ ۸) برادران اسلام اس بات کو بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ جس قدر اُن کے اعمال قران مجید کی تعلیم سے دور رہینگے اتنا ہی وہ بھی ہر قسم کی ترقی سے دور رہیں گے۔

چوتھا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن پاک کی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں۔ اب اگر اہل یورپ اپنی عقل سے ہی کام لیکر عمل کریں اور اُن کے اعمال کی مطابقت کلام ربانی کی تعلیم کے ساتھ پائی جائے۔ تو اُس صورت میں بھی یہی کہا جائیگا کہ اُن کے اعمال قران مجید کی تعلیم کے مطابق ہیں کیونکہ قرآن کریم بھی تو عقل سے ہی کام لینے کی بار بار تاکید کرتا ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے انا انزلنہ قرءٰنًا عربیاً لعلکم تعقلون تحقیق ہمنے قرآن اتارا ہے عربی زبان کا تاکہ تم عقل سے کام لو (۱۲ آیۃ ۲)

۱؎۔ بلا خیبہ عورتوں کو تعلیم نہ دلانا رسم پردہ کا قایم کرنا مسلم خواتین کا باہر چہرہ ڈھانک کر رکھنا صغر سنی میں شادی کرنا اور بغیر دیکھے نکاح میں لانا سراسر فطرت کے خلاف ہے لہذا جو قوم فطرت کے خلاف عمل کرے گی وہ ہمیشہ ہر قسم کے خسارہ میں رہیگی عیاں راچہ بیاں۔

صرف فرق اتنا ہے کہ اہل اسلام قرآن پاک کو مانتے تو ہیں۔ مگر اکثر باتوں میں اس کی تعلیم کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ گویا نام کے مسلمان ہیں اور اہل یورپ قرآن مجید کو مانتے تو نہیں مگر اکثر باتوں میں اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ گویا کام کے مسلمان ہیں۔ بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم ؎

مسلم آئین ہوا کافر تو مسلماں کافسر

علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خواہ خدا کا کلام راہنمائی کرے یا عقل سلیم عمل تو ہر صورت میں کرنا پڑیگا۔ کیونکہ بغیر عمل کے تو کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ البتہ کلام ربانی پر عمل کرنے سے انسان جلد ترقی کر سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہؐ اور آپ کے صحابہؓ نے کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ترقی کرنے کا راستہ آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے۔

(۳) بدقسمتی سے ہماری قوم کے سامنے اہل یورپ کا وہ روشن پہلو جس کی بدولت وہ اتنی ترقی کر رہے ہیں پیش نہیں کیا جاتا۔ مثلاً محنت مشقت۔ ہمت کوشش۔ صبر۔ اور استقلال عقل کو کام میں لانا۔ نظام کا قائم رکھنا۔ علم کا حاصل کرنا۔ ایک دوسرے کو امداد پہنچانا۔ وقت کا ضائع نہ کرنا۔ رفاہ عام کے کاموں میں حصہ لینا۔ اتفاق اور محبت سے رہنا۔ سائنس کو ترقی دینا۔ علمی تحقیقات کرنا۔ طرح طرح کی ایجادات کرنے میں لگا رہنا۔ ہر وقت قوم کی ترقی کا فکر رکھنا وغیرہ بلکہ اکثر صاحبان یورپ کا وہ پہلو پیش کرتے ہیں جو کہ صرف عورتوں کو آزادی اور مساوات کے متعلق ہے۔ چونکہ یہ پہلو مسلمانوں کے اپنے رسم و رواج کے خلاف ہے اس لئے اُسے اپنے خیال میں تاریک سمجھ کر اُن کے سامنے پیش کرنے کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اہل اسلام یورپ کی تمام باتوں سے ہی متنفر ہو جائیں۔ اور اُن کے تمدن کو اختیار نہ کریں۔ ایسے حضرات اول تو اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا میں وہ کون سی قوم ہے جس میں خرابیاں نہیں ہوتیں۔ آخر وہ بھی انسان ہیں فرشتے تو نہیں۔ اور دوئم یہ ظلم کرتے ہیں کہ اہل یورپ کی خواتین کے وہ کارنامے جو وہ اپنی قومی ترقی کے لئے کر رہی ہیں نظر انداز کر دیتے ہیں اور سوئم اپنے مذہب کا کافی علم نہ رکھنے کی وجہ سے یہ امتیاز نہیں کر سکتے کہ اہل یورپ کی کون سی باتیں کلام الٰہی اور حدیث رسول کے ماتحت آتی ہیں۔

اور کون سی ان کے خلاف ہیں لہذا وہ یورپ کی تمام اچھی باتوں پر ہی ہاتھ صاف کر کے اپنی قوم کو
غلط فہمی میں ڈالتے ہیں جو کہ قطعاً بے انصافی اور جہالت پر مبنی ہے ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سوچتے
کہ اہل یورپ کی خوبیوں کو چھپانے اور محض ان کی خرابیوں کو بیان کر دینے سے تو اہل اسلام کوئی ترقی
نہیں کر سکتے۔ البتہ اپنی عملی حالت کو درست کرنے اور ان کی اچھی باتوں کو اختیار کرنے سے ترقی کر سکتے
ہیں درحقیقت اہل یورپ کی بہت سی باتیں مسلمانوں کے سیکھنے کے قابل ہیں اور عقل سلیم بھی یہی کہتی ہے
کہ کسی قوم کی جو اچھی بات ہو وہ لے لو بشرطیکہ وہ تمہارے مذہب کے خلاف نہ ہو ایسے معترضین سے
یہ پوچھا جاتا ہے کہ ہندوؤں کی ان رسموں پر جو صریحاً کلام ربانی اور احادیث حقانی کے خلاف ہیں
تو شوق سے عمل کرنا اور اہل یورپ کی ان باتوں پر بھی جو کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے مطابق
ہوتی ہیں اعتراض کرنا اور عمل کرنے سے شرمانا کون سی عقلمندی ہے۔ دراصل بات یہ ہے مسلمانوں کو
ہندوؤں کی رسموں پر عمل کرنا شاق نہیں گذرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان ہندوؤں سے
ہی اسلام میں داخل ہوئے ہیں، مگر اہل یورپ کے تمدن پر عمل کرنا نہایت گراں گذرتا ہے اس کا باعث
یہ ہے کہ اہل یورپ نے ہی مسلمانوں کی سلطنتوں کو تباہ کر کے ان کے ممالک کو آدبایا ہے اسی وجہ
سے انگریزی تعلیم کی مخالفت کی گئی تھی۔ اور اب عورتوں کو آزادی اور مساوی حقوق نہ دینے اور
مغربیت کے ہوّے سے ڈرانے کا یہی سبب ہے حالانکہ مسلمانوں کی اس میں سراسر غلطی ہے کیونکہ
ایسی مخالفت سے وہ اپنے آپ کو ہی نقصان پہونچا رہے ہیں جیسا کہ شروع میں انگریزی کے نہ پڑھنے
سے نقصان اٹھایا بھلا جو بات اسلامی تعلیم کے مطابق ہو اس کی مخالفت کرنا کیا معنی رکھتا
ہے۔ البتہ بے انصافی ضرور ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ خدا بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔
بلاشبہ اہل جاپان بھی تھوڑے ہی عرصہ میں یورپ کی اچھی اچھی باتوں کو لیکر ترقی کر گئے اور
رسول اللہ صلعم کی حدیث بھی ہے کہ جو اچھی بات تمھیں کہیں سے ملے وہ لے لو کیونکہ مومن کا اپنا کھویا ہوا
مال ہے۔ اب کافر تو اس حدیث پر شوق سے عمل کریں اور فائدہ اٹھائیں اور اہل اسلام اس پر عمل کرنے
سے شرمائیں اور نقصان اٹھائیں کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے!

(۴) دراصل اس کتاب کے لکھنے کی ایک غرض تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے اہل یورپ اور اہل اسلام کے اعمال کا موازنہ پیش کیا جائے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ کس قوم کے اعمال کا زیادہ حصہ قرآن کریم کی تعلیم کے نزدیک ہے چونکہ اہل اسلام زندگی کے ہر شعبہ میں اہل یورپ سے پیچھے ہیں اسلئے وہ ان کی موجودہ حالت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسلمانوں کا ادبار اسلام کی تعلیم کا نتیجہ ہے گویا مسلمان اپنے اعمال سے اسلام کو کمزور کرتے ہیں اور یہ بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے کہ اہل یورپ عام طور پر اسلام کو قبول نہیں کرتے۔ اور دوسری غرض یہ ہے کہ مسلمان اس موازنہ سے سبق حاصل کر کے ان رکاوٹوں کو جو کہ انھیں قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کرنے سے روک رہی ہیں اپنے راستے سے ہٹا دیں اور اس پر غور کریں جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا تو کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے تالے لگے ہوئے ہیں (۴۷ آیتہ ۲۴)۔ اور حتی الوسع اپنے اعمال کو اس کے مطابق کرنے کی کوشش کریں چنانچہ اسی مقصد کے لئے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے نہ کہ اہل اسلام کو دوسری قوموں کی نظروں میں نیچا دکھانے کے لئے کوئی ڈاکٹر یا حکیم مریض کو یہ کہکر کہ تم تندرست ہو اس کی تسلی نہیں کر دیتا بلکہ اسے بتلاتا ہے کہ تم فلاں مرض میں مبتلا ہو اور اس کا یہ علاج ہے۔ اسی طرح سے جو قوم اپنی کمزوریوں کے باوجود اپنے آپ کو طاقتور سمجھے وہ درحقیقت اپنے آپ کو دھوکا دیتی ہے کیا اہل اسلام کے لئے یہ عبرت کا مقام نہیں کہ قرآن مجید تو اہل اسلام کے ہاتھوں میں ہو اور عمل اہل یورپ کے ہاتھوں میں بقول مولانا حالی مرحوم[1] ؎

شریعت کے جو ہم نے پیمان توڑے　　وہ لے جا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

"شمس من المغرب"

لنڈن ۱-۹-۱۹۳۶

---

[1] مولانا حالی مرحوم کی اس ایک شعر کی بدولت مجھے ایسی کتاب کے لکھنے کی ہمت پڑی اللہ انھیں غریق رحمت کرے۔

(۱) علم کا حاصل کرنا

(۱) اقرا باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرا و ربک الاکرم۔ الذی علم بالقلم۔ اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا انسان کو ایک لوتھڑے سے۔ پڑھ تیرا رب بزرگی والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ ۹۶ آیتہ ۱ و ۴

(۲) یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ وہ جسے چاہتا ہے دانائی عطا کرتا ہے اور جسے دانائی یعنی حکمت دیجائے تو اُسے بہت بھلائی دی گئی۔ ۲ آیتہ ۲۶۲

(۳) قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون کہہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو جاہل ہیں برابر ہیں؟ ۳۹ آیتہ ۹

عمل اہل یورپ

ہر قسم کی تعلیم اور سائنس شوق سے حاصل کرتے ہیں اور ہر قسم کے علم و ہنر کو توجہ سے سیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جا بجا یونیورسٹی کالجز اور اسکولز بنا رکھے ہیں۔ اور لائبریریاں کھلی ہوئی ہیں نہ صرف مردوں کے لئے بلکہ مساوی طور پر عورتوں کے لئے بھی۔ غرضیکہ تعلیم اور سائنس کا اتنا چرچا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ جو علم ہنر اور سائنس میں ترقی کرنا چاہتے ہیں وہیں جاتے ہیں۔ چنانچہ عربی اور فارسی زبانیں ہیں تو مسلمانوں کی مگر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری وہاں سے ہی لیکر آتے ہیں۔ اسی طرح سے اسلامی تواریخ کی بھی۔ لائبریریاں عام طور پر

عمل اہل اسلام

اکثر خود بھی جاہل رہتے ہیں اور اپنی عورتوں کو بھی جاہل رکھتے ہیں حالانکہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ پر نازل ہوئی وہ نمبر (۱) کی آیات ہیں جن سے مسلمانوں کو یہ سکھلایا گیا تھا کہ علم کا حاصل کرنا سب سے مقدم رکھیں۔ گویا سب سے پہلے وہ علم حاصل کریں۔ اور ان الفاظ "پڑھ تیرا رب بزرگی والا ہے" سے یہ بتلایا گیا تھا کہ علم کے حاصل کرنے سے ہی بزرگی ملے گی مگر افسوس اکثر مسلمانوں نے علم کے حاصل کرنے کی طرف چنداں توجہ نہ کی۔ بلکہ یہ عقیدہ بنا لیا کہ سائنس سیکھنے سے مسلمان دہریہ بن جاتا ہے۔ اور عورتوں

مطالعہ کرنے والوں سے ہر وقت بھرپور رہتی
ہیں۔ گھر کے علاوہ باہر بھی اکثر لوگ مطالعہ
جاری رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علم کی بدولت
بزرگی حاصل کر رہے ہیں۔ علم کے علاوہ سائنس
میں اتنی ترقی کی ہے کہ ہزارہا قسم کی کلیں اور
مشینیں ایجاد کر دی ہیں۔ اور اُن سے خوب
فائدہ اُٹھا رہے ہیں بلاشبہ مذکورہ بالا آیات
کی صداقت کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا
ہو سکتا ہے کہ چند علم والے اور سائنس داں
اشخاص کئی ہزار کوس کے فاصلے پر پارلیمنٹ
میں بیٹھ کر ایک اعلیٰ نظام کے ماتحت دنیا بھر کے
کروڑہا لوگوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ اور وقتاً
فوقتاً اپنے بادشاہ کی غیر موجودگی میں بھی کرتے
ہیں۔ مگر کسی قسم کی بغاوت نہیں ہوتی حقیقتاً
علم والے اور جاہل کبھی برابر نہیں ہوتے (علم تو
ایک روشنی ہے اور روشنی کو ہمیشہ اوپر ہی
رکھا جاتا ہے جس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ
تعلیم یافتہ لوگ ہی جاہلوں پر حکومت کریں گے
جیسا کہ روشنی اندھیرے پر حکومت کرتی ہے۔
خوش نصیب وہ قوم ہے جو نئے حقایق کا انکشاف
کرتی ہے۔

کے متعلق یہ عقیدہ تراش لیا کہ لکھی پڑھی عورت
خراب ہوتی ہے۔ ایسے حضرات نے اتنا بھی نہ سوچا
کہ عورتوں کے جاہل رکھنے سے تو اُن کی اولاد بھی
جاہل رہے گی بلاشبہ علم کا حاصل کرنا دونوں کے لیے
ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے

طلب العلم فریضة علی کل مسلم

علم کا طلب کرنا فرض ہے اوپر ہر مسلمان
.... کے ابن ماجہ۔ غرضیکہ جہالت کی وجہ سے
نہ تو مسلمان کوئی علمی ترقی کر سکے۔ اور نہ کوئی اپنا
نظام قایم رکھ سکے۔ چنانچہ جب امان اللہ خاں
شاہ افغانستان سیر کرنے کے لئے یورپ گئے تو
اُنکی غیر حاضری میں خود اُسی کے اہل کاروں نے
ملک میں بغاوت کی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں
جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امان اللہ کو نہ صرف اپنا
تخت و تاج چھوڑنا پڑا بلکہ ملک بھی گیا یہ جہالت کا
ایک ادنیٰ سا کرشمہ نہیں۔ دراصل جس قوم کے
مرد تعلیم یافتہ ہوں اور عورتیں جاہل وہ
قوم تو ہاف سویلائیزڈ یعنی آدھی مہذب کہلائے گی
اور انکی نکاح کی بھی یہ مثال ہوگی جیسے لٹھے کیسا
کھدر کا پیوند۔ بدنصیب وہ قوم ہے جو پرانے
تعصبات کو ترک نہیں کرتی۔

(۲) علم کو ترقی دینا

(۱) رب زدنی علما میرے رب مجھے علم میں ترقی دے - ۲۰ آیۃ ۱۱۴

(۲) یرفع اللہ الذین امنو منکم والذین اوتوا العلم درجٰت اللہ ان لوگوں کے مرتبے بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا ۵۸ آیۃ ۱۱

عمل اہل یورپ

آج کل ہر قسم کے علم و ہنر کو ترقی دینے میں کوشاں رہتے ہیں چنانچہ جگہ جگہ نائٹ اسکولز تک کھول رکھے ہیں کتب بینی کا بہت شوق رکھتے ہیں دن رات علم اور سائنس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں گویا ہر وقت علم کے پیاسے ہیں آج ایک قسم کی مشین تیار ہوتی ہے تو کل دوسرے قسم کی اس سے بڑھیا غرضیکہ ہر وقت تحقیقات یعنی ریسرچ ورک کرنے اور نئی نئی ایجادوں کے نکالنے میں مشغول ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک علم کی کوئی حد ہی نہیں نہ صرف اپنے ملکوں میں بلکہ غیر ممالک میں بھی جاکر علم اور سائنس کے ترقی دینے میں کوشش کرتے ہیں اسی وجہ سے وہ دنیا میں بلند درجے حاصل کرتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

آج کل اکثر جاہل رہتے ہیں علم و ہنر میں ترقی دینا نہیں جانتے جو تھوڑا بہت پڑھ لیا اسی پر قناعت کر لی کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی بھلا دیا۔ کتب بینی کا کوئی شوق نہیں رکھتے۔ حالانکہ مندرجہ بالا دعا سے مسلمانوں کو یہ سکھلایا گیا تھا کہ علم کی کوئی حد نہیں جتنا ہو سکے علم کو بڑھاؤ تاکہ اللہ دنیا میں بھی تمہارے درجات بلند کرے مگر اب علم میں بڑھنے کی بجائے اپنے ملک میں بھی جاہل رہتے ہیں اور غیر ممالک میں بھی گویا جہالت میں ترقی کرتے ہیں علم تو سیکھنے سے ہی آتا ہے جیسا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے وانما العلم بالتعلم بخاری کتاب العلم غور کر کے دیکھ لیجئے۔ اب بھی اللہ اسی قوم کا رتبہ بلند کرتا ہے جو علم میں بڑھی ہوئی ہو کیونکہ اللہ کا قانون ہرگز نہیں بدلتا۔

(۳) علم والوں کو حکومت کا دیا جانا

(۱) وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا ط قالوا انّٰى يكون له الملك علينا ونحن احق بالملك منه ولم يوت سعة من المال ط قال ان الله اصطفٰه عليكم وزاده بسطة في العلم والجسم والله يوتي ملكه من يشاء ط والله واسع عليم۔ اور اُن کے نبی نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اُسے ہم پر بادشاہی کیسے مل سکتی ہے اور ہم اس کی نسبت بادشاہی کے زیادہ حق دار ہیں اور اُسے مال میں فراخی نہیں دی گئی (نبی نے) کہا اللہ نے اسے تم پر برگزیدہ کیا ہے اور علم اور جسم میں اس کو بہت بڑھایا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے اور اللہ فراخی والا جاننے والا ہے۔ (۲ آیۃ ۲۴۷)

(۲) ولقد اخترنٰهم علی علم علی العلمين اور ہم نے انھیں علم کی بنا پر برگزیدہ کیا۔ (۴۴ آیۃ ۳۲)

(۳) ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي الصلحون۔ اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے صلاحیت والے بندے ہونگے۔ (۲۱/۱۰۵)

عمل اہل یورپ

پہلے تو اپنے ملکوں کو ہر طرح سے مضبوط کیا اس کے بعد ایشیا افریقہ۔ امریکہ اور آسٹریلیا غرضیکہ تمام دنیا پر اپنا رعب داب اور قبضہ جما لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم اور سائنس حاصل کرنے سے تو علمی اور دماغی صلاحیت پیدا کر لی اور عورتوں کو آزادی اور مساوی حقوق دینے سے جسمانی صلاحیت پیدا کر لی۔ کیونکہ ایسی عورتوں کے بچے دلیر مضبوط اور ذہین پیدا ہوئے اس طرح سے اُن میں غیر ممالک کے فتح کرنے کی

عمل اہل اسلام

عرصہ سے جہالت کی وجہ سے حکومت کرنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھے اسلئے اللہ نے بھی اپنی نعمت کو بدلدیا اس آیۃ کو ملاحظہ کیجئے۔

ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها علی قوم حتی يغيروا ما بانفسهم یہ اسلئے کہ اللہ کبھی کسی نعمت کو نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم پر کی ہو جب تک کہ وہ خود اپنی حالتوں کو نہ بدلیں۔ (۸ آیۃ ۵۳) بقول حالی سے

کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک
وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جب تک

عمل اہل یورپ:۔ علمی اور جسمانی دونوں صلاحیتیں پیدا ہو گئیں عیاں راچہ بیاں۔

عمل اہل اسلام:۔ یہی وجہ ہے کہ مراکو۔ الجیریا۔ طرابلس۔ مصر۔ عراق۔ ہندوستان، ترکستان وغیرہ سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اتنا بھی نہ سوچا کہ جب ایک معمولی سا حاکم بھی جاہل شخص کو دفتر میں کسی ذمہ داری کی اسامی پر مقرر نہیں کرتا تو پھر وہ احکم الحاکمین جاہلوں کو حکومت جیسی ذمہ داری کے کام پر کیونکر قایم رکھے غرضیکہ جوں جوں مسلمان علم سے بے بہرہ ہوتے گئے۔ اسی نسبت سے حکومت بھی کھوتے گئے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اللہ نے جاہلوں سے حکومت چھین کر تعلیم یافتہ لوگوں کو دے دی جیسا کہ اس کا ارشاد ہے قل اللّٰھمّ ملک الملک توتی الملک من تشاءُ وتنزع الملک ممّن تشاءُ کہ اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔ (۳ آیتہ ۲۵) بھلا جس شخص میں اتنی بھی قابلیت نہ ہو کہ اپنے گھر کا انتظام کر سکے وہ دوسروں کے گھروں کا خاک انتظام کریگا۔ چنانچہ اب مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ جو لوگ ان کی رعایا تھے اُن کی حالت سے بھی ان کی حالت ابتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس راہ پر مسلمان چل رہے ہیں وہ ترقی کی راہ نہیں۔ بقول سعدی ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　　کایں رہ کہ تو میروی بترکستاں است

غرضیکہ جہالت کی وجہ سے تو علمی اور دماغی صلاحیت سے اور عورتوں کو رسمی پردہ میں رکھنے کی وجہ سے جسمانی صلاحیت سے محروم ہو گئے۔ کیونکہ ایسی عورتوں کے بچے بزدل، کمزور اور کند ذہن پیدا ہوئے۔ انہی وجوہات کے باعث مسلمانوں میں غیر ملکوں کو فتح کرنے کی علمی و دماغی اور جسمانی صلاحیتیں اس حد تک مفقود ہو گئیں کہ بجائے دوسرے ملکوں کو فتح کرنے کے وہ اپنے مفتوحہ ممالک کو بھی اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکے بلاشبہ کسی قوم کی انتہائی ذلت کا وہ دن ہوتا ہے جس دن اس کے ہاتھوں سے حکومت چھن جاتی ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ قالت اِنّ الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوھا وجعلوا اعزّۃ اھلہا اذلّۃ۔ اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اس کو برباد کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والے لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور اسی طرح کرینگے (۳۴ ۲۷)

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر حکومت کا حاصل کرنا صرف دینی علم پر منحصر ہوتا تو پھر ایک نبی کی موجودگی میں طالوت کو بادشاہ مقرر نہ کیا جاتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حکومت حاصل کرنے کے لئے دوسرے علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو۔ اگر صرف مذہبی علم کا سیکھنا ہوتا تو پھر رسول اللہؐ یوں فرماتے کہ مکہ اور مدینہ میں آکر سیکھو جس جگہ قرآن پاک نازل ہو رہا تھا مگر یہ نکتہ مولوی صاحبان کی سمجھ سے بالاتر ہے اسی طرح سے دولت مند بھی طالوت کے مقابلہ میں بادشاہی سے محروم رہ گئے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علمی اور جسمانی طاقت کو دولت پر فضیلت ہے۔

(۴) جنگی تعلیم کا دینا

(۱) یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ ط کذلک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم فتبینوا ط۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم اللہ کی راہ میں نکلو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تمھیں السلام علیکم کہے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو پس اللہ کے پاس غنیمتیں بہت ہیں تم بھی پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا سو تحقیق کر لیا کرو (۴ آیت ۹۴)

(۲) یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے بچاؤ (کا سامان) لے لیا کرو۔ پھر گروہ گروہ ہو کر نکلو یا اکٹھے نکلو (۴ آیت ۷۱)

(۳) واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوۃ فلتقم طایفۃ منھم معک ولیاخذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورآئکم ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم۔ اور جب تو اُن کے درمیان ہو پھر اُن کے لئے نماز قائم کرے تو چاہیئے اُن میں سے ایک گروہ تیرے ساتھ کھڑا ہو اور چاہیئے کہ وہ اپنے ہتھیار لے لیں پھر جب سجدہ کر چکیں تو وہ تمھارے پیچھے ہو جائیں اور چاہیئے کہ ایک دوسرا گروہ جنھوں نے نماز نہیں پڑھی آئے پھر وہ تیرے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں (۴ آیۃ ۱۰۲)

(۴) یاایھا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار۔ ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جہنم ط وبئس المصیر۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم اُن سے جو کافر ہیں جنگ کی حالت میں ملو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرو اور جو کوئی اُس دن اُن سے پیٹھ پھیرے سوائے اس کے کہ جنگ کے لئے ایک طرف پھر جائے یا کسی جماعت کے تو وہ اللہ کی ناراضگی سے پھرا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے (۸ آیۃ ۱۵ و ۱۶)

(۵) یاایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال۔ اے نبی مومنوں کو جنگ کی رغبت دو (۸ آیۃ ۶۵)

عمل اہل یورپ

جابجا جنگی سکولز۔ کالجز اور کارخانے کھول رکھے ہیں جن میں فوجوں کو جنگی تعلیم دینا اور اُن کا لڑانا دشمن کی چالوں کو سمجھنا اور سیاسی اُمور کا سکھانا سکھلایا جاتا ہے اور کئی قسم کے اسلحہ تیار کئے جاتے ہیں ملٹری ٹریننگ یعنی جنگی تعلیم کے لئے کئی قسم کی کتب شایع کی جاتی ہیں اور جنگ کے متعلق کئی قسم کے قانون اور قاعدے بنائے جاتے ہیں اور لوگوں کو فوج میں بھرتی ہونے کے لئے طرح طرح کی ترغیب دلائی جاتی ہیں اور ہر روز قواعد کی مشق کرائی جاتی ہے تاکہ فوج میدان جنگ میں اپنا جوہر دکھانے کے قابل ہو سکے۔ غرضکہ فوجی شکلہ کو اتنی ترقی دی گئی ہے کہ انسان دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔

عمل اہل اسلام

جنگی تعلیم سے ہی نا آشنا ہیں چنانچہ آج تک ہندوستان میں جنگی تعلیم کے متعلق کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی۔ مگر روزہ کے متعلق بہت سی شایع کی جاتی ہیں حالانکہ روزہ رکھنے اور جنگ کرنے کے حکم کے یکساں الفاظ ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے کتب علیکم الصیام تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے (۲ آیۃ ۱۸۳) کتب علیکم القتال تم پر جنگ کرنی ضروری ٹھہرائی گئی (۲ آیۃ ۲۱۶) اب روزہ پر تو ہر سال لکچر دیئے جاتے ہیں اور دل کھول کر اس کا فلسفہ بیان کیا جاتا ہے مگر جنگ کی تعلیم کے متعلق نہ تو کوئی آواز نکلتی ہے اور نہ کسی کو جنگ کا فلسفہ بیان کرنے کی ہمت پڑتی ہے حالانکہ جنگ پر قومیں

(بقیہ عمل اہل اسلام) کی زندگی کا دارومدار ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے جہاد پر بہت زور دیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا ہے کہ جو تم سے لڑائی کرے اس سے جنگ کرو گویا ڈیفینسو یعنی بچاؤ کی لڑائی کی اجازت دی ہے نہ کہ آفینسو یعنی حملہ کی لڑائی کی حقیقتاً مذہب کے پھیلانے کے لئے جنگ کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا کیونکہ مذہب تو دلائل کے ساتھ پھیلایا جاتا ہے جیسا کہ اس آیۃ سے ثابت ہوتا ہے فلا تطع الکفرین وجاھدھم بہ جہاداً کبیرا۔ سو کافروں کی بات نہ مان اور اس قرآن کے ساتھ اُن سے (وہ) جہاد کر جو بڑا جہاد ہے ($\frac{۲۵}{۵۲}$)

(۵) سرحدوں کو مضبوط رکھنا

(۱) واعدّوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ و عدوکم۔ اور جو کچھ طاقت اور گھوڑوں کے سرحدوں پر باندھ رکھنے سے تم سے ہو سکے اُن کے لئے تیار رکھو تم اُس کے ساتھ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوف زدہ رکھو۔ (۸ آیۃ ۶۰)

عمل اہل یورپ

اپنے اپنے ملک کی سرحدوں پر بڑی بڑی چھاؤنیاں ڈال رکھی ہیں ہر وقت فوج رسالہ توپخانہ ہوائی جہاز وغیرہ دشمن کے مقابلے کے لئے مکمل کانٹے سے تیار رہتا ہے اور دشمن کو ہمت نہیں پڑتی کہ کسی سرحد پر حملہ کر سکے گویا اُن کے دشمن بھی خوف زدہ رہتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

اپنے ملکوں کی سرحدوں کو مضبوط نہ رکھا اگر سرحدوں پر مسلمانوں کی چھاؤنیاں ہوتیں تو پھر اُنہیں یہ برے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے اس کا ثبوت یہ ہے کہ نادر شاہ ایران سے چڑھائی کرتا ہے اور بغیر کسی مقابلہ کے دلی آپہنچتا ہے اور بچہ سقہ نے نہایت آسانی سے کابل فتح کر لیا۔

(۶) جنگ کرنا

(۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین
اور اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ (۲ آیۃ ۱۹۰)

عمل اہل یورپ

جنگ کے لئے ہر وقت فوج۔ رسالہ۔ توپخانہ وغیرہ
تیار رکھتے ہیں کئی قسم کی بندوقیں۔ توپیں ٹینک
بمب کے گولے ہوائی جہاز زہریلی گیسیں ایجاد
کرلی ہیں تاکہ دشمن کو دور سے ہی تباہ کرسکیں۔
ملک گیری کی قوت اتنی بڑھ گئی ہے کہ بغیر کسی وجہ
کے ہی لڑائی شروع کردیتے ہیں جیسا کہ اٹلی نے ابی سینیا
پر اپنا قبضہ جمالیا اور جرمنی نے آسٹریا پر۔ سچ ہے
"جس کی لاٹھی اس کی بھینس"۔

عمل اہل اسلام

آج کل جنگ کے لئے بالکل تیار نہیں رہتے
اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر مسلمانوں کے پاس
موجودہ زمانہ کے اسلحہ نہیں اور تلوار کا اب زمانہ
نہیں رہا کیونکہ اس سے لڑائی کرنے کا بہت کم موقع آتا
ہے جب تک دست بدست لڑائی کا زمانہ رہا مسلمان
فاتح رہے مگر جب بندوق۔ توپ اور ہوائی جہاز اور زہریلی
گیسوں کا زمانہ آیا تو پھر مات کھا گئے اس کا سبب یہ ہے
کہ اب دماغی لڑائی کا زمانہ ہے جیسا دشمن کا ہتھیار ہو ویسا ہی ہونا چاہیئے

(۷) جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا

(۱) وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ۔ اور مشرکوں کے ساتھ سب کے سب
جنگ کرو جس طرح وہ تم سے سب کے سب جنگ کرتے ہیں۔ (۹ آیۃ ۳۶)

عمل اہل یورپ

ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ سب کے سب مل کر لڑائی
کرتے رہے ہیں گذشتہ زمانہ کی صلیبی جنگیں اور
زمانۂ حال کی وہ لڑائیاں جو ترکوں کے ساتھ
ہوئیں اس پر گواہ ہیں۔

عمل اہل اسلام

کبھی بھی مل کر دشمنوں سے لڑائی نہیں کرتے۔
اگر ایک ملک سے لڑائی ہوتی ہے تو دوسرے
ملکوں کے لوگ دیکھتے رہتے ہیں بیت المقدس
کی موجودہ لڑائی اس پر گواہ ہے حالانکہ انہیں
ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تاکید کی گئی ہے

اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ والذین کفروا بعضهم اولیاء بعض الا تفعلوه تکن فتنة
فی الارض وفساد کبیر۔ اور جو کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ایسا نہ کروگے
تو ملک میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔ (۸ آیۃ ۷۳) ان احکام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی کئی سلطنتیں

تباہ ہوگئیں اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بجائے اپنے بھائی کی مدد کرنے کے دشمنوں
کی مدد کرتے ہیں جیسا کہ عربوں نے ترکوں کے ساتھ جنگ عظیم میں کیا اور مسلمانوں ہی نے انگریزوں
سے مل کر ٹیپو سلطان شہید کے ساتھ جنگ کی اور جب تک اُسے ملیا میٹ نہ کر دیا چین نہ لیا نتیجہ یہ
ہوا کہ میسور میں ہندو ریاست قائم ہوگئی اور ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت مضبوط ہوگئی
اور مسلمان رفتہ رفتہ محکوم بن گئے۔

(۸) جنگ میں دلیری سے کام کرنا

(۱) ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اور نہ سست ہو اور
نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ (۳ آیۃ ۱۳۸)

(۲) ولا تھنوا فی ابتغاء القوم۔ اور (دشمن) قوم کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرو۔ (۴ آیۃ ۱۰۴)

عمل اہل یورپ

جنگ کرنے میں سستی نہیں کرتے خواہ شکستیں ہی
ہوں جیسا کہ گذشتہ جنگ عظیم میں ہوئیں مگر پھر
بھی سر آگے ہی رکھتے ہیں گویا دشمن کا پیچھا کرنے
سے ہمت نہیں ہارتے آج اس ملک کو فتح کیا
کل اس قوم کو جا دبایا غرضیکہ ہر وقت دلیری اور
ہمت سے کام لے کر فتوحات کا سلسلہ جاری رکھتے
ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں چست۔ دلیر اور تعلیم یافتہ
ہیں جنگوں میں حصہ لیتی ہیں اگر کوئی مرد کسی
کے گھر میں جائے تو عورت فوراً باہر نکل کر پوچھتی
ہے کہ کیوں آئے کیا چاہیے بھلا جب والدین دلیر
ہوں تو پھر بچے کیوں نہ دلیر ہوں بلاشبہ قوم کی

عمل اہل اسلام

جب تک اہل اسلام مومن رہ کر دلیری اور ہمت
سے کام لیتے رہے فتوحات اُن کی قدم بوسی
کرتی رہیں اس وقت عورتیں بھی دلیر تھیں جنگوں
میں کام کرتی تھیں مگر جوں جوں رسمی پردے کو
اختیار کرتے گئے اسی نسبت سے دلیری اور ہمت
سے ہاتھ دھوتے گئے چنانچہ اب عورتوں کا یہ
حال ہے کہ مرد کی شکل دیکھتے ہی چہرہ ڈھانک
لیتی ہیں اور اندر چھپ جاتی ہیں اور مردوں
کو بھی یہ ہمت نہیں پڑتی کہ اپنی بیویوں کو اپنے
ہمراہ کبھی باہر کھلے چہرے لا سکیں بھلا جب والدین
ہی بزدل ہوں تو پھر اُن کی اولاد کیوں نہ بزدل ہو

عمل اہل یورپ

بنیاد تو عورتیں ہیں جس قوم کی عورتیں مضبوط ہونگی وہ قوم بھی مضبوط ہوگی۔

عمل اہل اسلام

اور ایسی قوم دنیا میں کارنمایاں کیا کرے عیاں را چہ بیاں۔ یہی وجہ ہے کہ جو ملک ہاتھوں سے نکل گئے ہیں اُنہیں بھی دوبارہ لینے کی ہمت نہیں پڑتی آخر رسمی پردہ کے نقصانات محسوس کرکے ترکوں۔ ایرانیوں اور مصریوں نے اسے خیرباد کہہ ہی دیا حقیقتاً جو قوم اتنی کمزور ہو کہ اپنی عورتوں کی آزادی کو قایم نہ رکھ سکے وہ اپنے ملک کی آزادی کو بھی قایم نہیں رکھ سکتی۔ جب عورتوں میں ہی آزادی اور ترقی کی روح نہیں تو ان کی اولاد میں کہاں سے آئے۔ قوم کی بنیاد تو عورتیں ہیں جس قوم کی عورتیں کمزور وہ قوم کمزور مگر یہ نکتہ حامیان رسمی پردہ کی سمجھ میں ہرگز نہیں بیٹھتا اور نہ بیٹھتا نظر آتا ہے۔

(۹) عورتوں کا جنگوں میں حصہ لینا

(۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو۔ (۲ آیتہ ۲۴۴)

(۲) و اذ غدوت من اھلک تبوّیٔ المومنین مقاعد للقتال۔ اور جب تو سویرے اپنے گھر والوں سے چلا اور مومنوں کو لڑائی کے لیے مورچوں پر بٹھاتا تھا۔ (۳ آیتہ ۱۲۰)

عمل اہل یورپ

جنگ کے موقع پر کثرت سے عورتیں زخمیوں کی تیمارداری اور نرس کا کام کرتی ہیں چنانچہ ایسی تعلیم حاصل کرنے کے لیے کئی اسکول اور کالج کھول رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ان سے ڈاکخانہ تارگھر ٹیلیفون اور دیگر دفاتر میں کئی قسم کے کام لیے جاتے ہیں چنانچہ ہوائی جہاز اور دیگر مشینوں کا چلانا بھی سکھلایا جاتا ہے اور اب

عمل اہل اسلام

گرل گائیڈ کا نام تک نہیں جانتے بلکہ رسمی پردے کا ڈھونگ لیکر عورتوں کو جنگ کے موقع پر بھی کسی کام کرنے کے قابل نہیں بناتے گویا اُن کی اسپرٹ کو ہی کچل دیا گیا ہے جب مردوں کی خوف کی وجہ سے عورتوں میں اتنی بھی دلیری نہ تھی غیرت اور ہمت نہ رہی کہ اُن کے سامنے کھلے چہرے آسکیں تو پھر اُن کی اولاد کیوں کر شجاع اور دلیر

یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ عورتیں میدان جنگ میں بھی حصہ لیں تاکہ اُن کی تعداد مردوں سے بڑھنے نہ پائے یہی وجہ ہے کہ گرل گائیڈ بنا کر انھیں جنگی تعلیم دی جاتی ہے غرضیکہ نرسنگ کے محکمہ کو اتنی ترقی دی گئی ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

ہو۔ اب ایسی قوم لڑائی کر کے دشمنوں پر فتح کیا پائے حالانکہ رسول اللہؐ کے زمانے میں مسلم خواتین جنگوں کے موقع پر کئی قسم کے کام کرتی تھیں۔ ذیل کی احادیث ملاحظہ کیجئے۔

کان علیؓ یجی بترسہ فیہ ماء و فاطمۃ تغسل عن وجھہ الدم فاخذ حصیر فاحرق فحشی بہ جرحہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ آپؐ (رسول اللہؐ) کے چہرے سے خون دھوتی تھیں پھر چٹائی لیکر جلائی گئی اور اس سے آپ کا زخم بھر دیا۔ بخاری کتاب الوضو۔ یہ واقعہ جنگ اُحد کا ہے جہاں رسول اللہؐ کا دانت مبارک شہید ہوا تھا۔

(۲) عن انسؓ قال لما کان یوم احد انھزم الناس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ولقد رایت عائشۃ بنت ابی بکر و ام سلیم و انھما لمشمرتان اری خدم سوقھما تنقزان القرب ... فتفرغانہا فی افواہ القوم۔ انسؓ سے روایت ہے کہ جب اُحد کی لڑائی ہوئی تو لوگ تتر بتر ہو جانے کی وجہ سے) نبی صلعم سے دور ہو گئے اور کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت ابی بکرؓ اور اُم سلیمؓ کو دیکھا کہ دونوں نے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا ہوا تھا میں نے اُن کی پنڈلیوں کی پازیبوں کو دیکھا جلدی جلدی پانی کی مشکیں لاتی تھیں ... اور لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں (بخاری کتاب الجہاد)

(۳) عن الربیع بنت معوذ قالت کنا مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم نسقی و نداوی الجرحی ونرد القتلیٰ الی المدینۃ۔ ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ ہم (جہاد میں) نبیؐ کے پاس ہوتی تھیں پانی پلاتی تھیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور (مقتولین) کی لاشوں) کو مدینے پہنچاتی تھیں (بخاری کتاب الجہاد)

ان احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نرس کے کام کی بنیاد رسول اللہؐ کے ازواج مطہرات اور آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور دیگر مسلم خواتین نے رکھی تھی مگر افسوس مسلمانوں نے بجائے اس کام کو ترقی دینے کے اس محکمہ کو ہی نیست و نابود کر دیا۔ اب اکثر حامیان رسمی پردہ یہ کہتے ہیں کہ جب لڑائی کا

موقع آئیگا تو ہماری عورتیں بھی یہ کام کرینگی بھلا ایسے عقلمندوں سے کوئی یہ پوچھے کہ جب مسلم خواتین کو نرس کے کام کی کوئی ٹریننگ یعنی تعلیم ہی نہیں تو وہ کام خاک کرینگی۔

(۱۰) اپنی قوم کو مضبوط بنانا

(۱) ومثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللہ وتثبیتا من انفسھم کمثل جنۃ بربوۃ۔ اور اُن لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے آپ کو مضبوط رکھنے کے لئے خرچ کرتے ہیں اس باغ کی مثال کی طرح ہے جو بلندی پر ہو۔ (سورہ بقر رکوع ۳۵)

عمل اہل یورپ

اپنی قوم کو مضبوط رکھنے کے لئے کروڑہا روپیہ خرچ کرتے ہیں تاکہ قوم سرسبز ہو کر پھلے پھولے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تمام دنیا پر چھائے ہوئے ہیں گویا اُن پر موسم بہار ہے قوم کو ایک باغ سے تشبیہہ دی گئی ہے جس میں طرح طرح کے میوہ دار درخت پھول اور پھل ہوتے ہیں جو کہ دیکھنے میں بھی خوش نما معلوم ہوتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

قوم کی تباہی پر ہزارہا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے حیلے بنا کر اپنی قوم کو ہی دوسروں کا غلام بناتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس قوم پر موسم خزاں کے دن ہیں گویا ایک اُجڑا ہوا باغ ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ بعض وارث الانبیاء کہلانے والے مذہبی رہنما اور دیگر مسلمان اب اپنی قوم کو ہندوؤں کا غلام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ہندو مسلمانوں کو یہودی کے لفظ سے پکارتے ہیں مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر — جہاں خاک اُڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر — ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

(۱۱) مشورہ سے کام کرنا

(۱) وشاورھم فی الامر۔ اور معاملات میں اُن سے مشورہ لے۔ (۳ آیۃ ۱۵۸)

(۲) قالت یاایہا الملؤ افتونی فی امری ماکنت قاطعۃ امرًا حتی تشہدون۔ ملکہ نے کہا اے اہل دربار میرے معاملہ میں مجھے جواب دو میں کسی معاملہ کا فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو۔ (۲۷ آیۃ ۳۲)

(۳) والذین استجابوا لربہم واقاموا الصلوٰۃ وامرہم شوریٰ بینہم۔ اور جو لوگ اپنے رب کی فرماں برداری کرتے ہیں اور نماز کو قایم کرتے ہیں اور اُن کے کام آپس میں مشورے سے ہوتے ہیں۔ (۴۲/۳۸)

عمل اہل یورپ

جنگی۔ ملکی۔ مذہبی۔ قومی۔ اخلاقی اور علمی وغیرہ جتنے اُمور ہوتے ہیں وہ سب کے سب آپس میں تبادلۂ خیالات کرکے صلاح اور مشورہ سے طے ہوتے ہیں اسی واسطے ہوس اوف کامنز اور ہوس اوف لارڈز بنا رکھے ہیں۔ اختلاف ہونے کی صورت میں ووٹ لیے جاتے ہیں اور جس جماعت کے ووٹ زیادہ ہوں تو پھر اس کے ساتھ قلیل ووٹوں والی جماعت بھی باوجود اختلاف رکھنے کے مل جاتی ہے اور اس طرح سے اُس ملکی یا قومی کام کو جس کے متعلق اختلاف تھا دونوں گروہ ہی مل کر سر انجام دیتے ہیں تاکہ قومی ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پڑ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے کاموں میں برکت ہے اور وہ ترقی کر رہے ہیں۔ عیاں را چہ بیان۔

عمل اہل اسلام

بجائے صلاح اور مشورہ سے کام کرنے کے لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے اکثر کاموں میں برکت نہیں حالانکہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ جب تک مسلمان صلاح اور مشورہ سے کام کرتے رہینگے یہ ترقی کرتے رہیں گے اور اختلاف ہونے کی صورت میں بھی رسول اللہؐ کا یہ نمونہ موجود ہے کہ جب جنگ اُحد کو سر انجام دینے کے لئے صلاح اور مشورہ کیا گیا تو ایک جماعت کی یہ رائے تھی کہ دشمن کا مقابلہ میدان جنگ میں کیا جائے۔ مگر رسول اللہؐ اور دیگر تجربہ کار صحابہ کی یہ رائے تھی کہ مدینہ میں رہ کر لڑائی کی جائے۔ آخر ووٹ لئے گئے تو اول الذکر کے ووٹ زیادہ ہوگئے۔ اس لئے رسول اللہ اور دیگر صحابہ کو باوجود اختلاف

(بقیہ عمل اہل اسلام) رکھنے کے اسی جماعت سے مل کر دشمن کا مقابلہ میدان احد میں کرنا پڑا جس سے یہ سکھلایا گیا کہ ملکی اور قومی کاموں کے سر انجام دینے کے لئے جو کثرت رائے سے فیصلہ ہو جائے اسی پر عمل کرو خواہ اس میں نقصان ہی اٹھانا پڑے اس طور پر کام کرنے سے کسی کو لیڈر بننے کی خواہش نہیں رہتی مگر اب اس کے خلاف مسلمانوں کا یہ عمل ہے کہ جس مسلمان کی رائے ملکی یا قومی کام میں دوسرے مسلمانوں کے خلاف ہو جائے تو پھر وہ ان کے ساتھ مل کر کام ہی نہیں کرتا بلکہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بناتا ہے۔ دراصل ایسے شخص کے دل میں یہ تکبر ہوتا ہے کہ میں بڑا ہوں۔ لہٰذا میں ان کے ساتھ مل کر کیوں کام کروں گویا قومی مفاد کو ذاتی خواہشوں پر قربان کیا جاتا ہے۔

(۱۲) جلسہ کو بغیر اعلیٰ حاکم کی اجازت کے نہ چھوڑنا

(۱) انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذھبوا حتٰی یستاذنوہ ط۔ مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی بات کے لئے جہاں جمع ہونے کی ضرورت ہے اس کے ساتھ جمع ہوتے ہیں تو جاتے نہیں جب تک کہ اس سے اجازت نہ لیں (۲۴/۹۲)

عمل اہل یورپ

جب کبھی ممبران پارلیمنٹ۔ کونسل اور جلسہ کسی ضروری کام کے لئے بلائے جاتے ہیں تو ایسے موقع پر حاضر ہونے سے کبھی انکار نہیں کرتے اور نہ مقررہ وقت سے پہلے وہاں سے جاتے ہیں جب تک کہ اپنے اعلیٰ آفیسر کی اجازت نہ لیں۔

عمل اہل اسلام

آج کل اکثر اہل جلسہ کسی ضروری کام کے لئے بلائے جانے پر بھی (ایک لیڈر یا امام کے ماتحت) جمع نہیں ہوتے کیونکہ اس کی رائے سے متفق نہیں ہوتے اور اگر جمع ہو بھی جائیں تو اکثر بغیر اجازت لئے مقررہ وقت سے پہلے ہی وہاں سے چل دیتے ہیں اور صدارت کا خطبہ بھی سننے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔

(۱۳) اپنے جھگڑوں کو اعلیٰ حاکم کی طرف پہنچانا

یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ

الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر و احسن تاویلا
اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے صاحبان امر
کی اطاعت کرو پھر اگر کسی چیز میں باہم جھگڑا کرو تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ
اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہو یہ بہتر اور انجام کار اچھا ہے۔ (۴ آیت ۵۹)

عمل اہل یورپ

اپنے افسروں کی اطاعت کا مادہ کوٹ کوٹ
کر بھرا ہوا ہے گویا ان کی حالت پر یہ آیت
صادق آتی ہے انما کان قول المؤمنین
اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینہم
ان یقولوا سمعنا و اطعنا و اولٰئک ھم
المفلحون مسلمانوں کا قول جب ان کو
اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے
کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دے یہ ہے
کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا ایسے لوگ فلاح
پائیں گے۔ (سورہ نور رکوع ۷) جب کبھی کسی
کام کے متعلق آپس میں اختلاف یا جھگڑا
ہو جاتا ہے تو اپنے امر کو اپنے اعلیٰ افسر کے
پاس پہنچا دیتے ہیں اور جو وہ فیصلہ کر دے اُسے
مان لیتے ہیں اُن میں ڈسپلن یعنی تنظیم اعلیٰ
درجہ کی پائی جاتی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے
کہ وہ ترقی کے معراج پر پہنچے ہوئے ہیں۔

عمل اہل اسلام

اکثر دنیاوی اُمور میں بھی اپنے افسروں
کی چنداں اطاعت نہیں کرتے اور مذہبی
معاملات میں اپنے اختلافات اور جھگڑوں کو
اللہ اور رسول کی طرف نہیں لے جاتے اور
اگر اُن کی طرف پھیر بھی دیں تو پھر اُن کے
فیصلوں کو نہیں مانتے بلکہ اپنی اپنی ضد پر قائم
رہتے ہیں حالانکہ اللہ اور رسول کے فیصلوں
کو ماننے کی تاکید کی گئی ہے ذیل کی آیات
ملاحظہ ہوں۔ فلا و ربک لا یومنون حتی
یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی
انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا
تسلیما۔ سو نہیں تیرے رب کی قسم وہ ایمان
نہیں لائے جب تک کہ وہ تجھے اس میں حکم (منصف)
بنائیں جو اُن میں اختلاف ہو جائے پھر اُس
سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں جو تو فیصلہ کرے
اور پوری پوری فرمانبرداری کریں (۴ آیت ۶۵)

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضللا مبينا اور نہ یکسی مومن مرد نہ کسی مومن عورت کو شایاں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کرے تو وہ اس معاملہ میں کچھ (اپنا) اختیار رکھیں اور جو کوئی اللہ اور رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ کھلی گمراہی میں نکل گیا۔ (احزاب)

(۱۴) آپس میں اتفاق رکھنا

(۱) واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا۔ اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو۔ اور تفرقہ نہ کرو۔ (۳ آیتہ ۱۰۲)

(۲) واطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم ہمت ہار دوگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ (۸ آیتہ ۴۶)

عمل اہل یورپ

آپس میں بہت اتفاق رکھتے ہیں اسی کی بدولت دنیا بھر میں حکومت کر رہے ہیں اور ان کا رعب داب ہے۔ اگر کسی ملک میں یورپین کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو عام یورپ چیخ اٹھتا ہے اور فوراً جنگی جہاز روانہ کر دیئے جاتے ہیں اور چین نہیں لیتے جب تک اس کا بدلہ یا تاوان نہ لے لیں۔ غرضکہ نہ صرف ان کے ہر کام سے بلکہ رفتار اور گفتار سے اتفاق ٹپکتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے دل آپس میں ملے ہوئے ہیں اور وہ متحد الخیال ہیں اور ان کا نصب العین ایک ہے۔

عمل اہل اسلام

آج کل ہر وقت آپس میں جھگڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو کفر کے فتوے دیتے ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ دنیا میں ان کا کوئی وقار نہیں رہا پھر بھی جھگڑنے سے باز نہیں آتے اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو قوم آپس میں جھگڑتی ہے وہ کبھی بھی اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کے قابل نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو قوت دشمن کے مقابلے میں خرچ کرنی تھی وہ تو آپس کے جھگڑے میں ہی ختم ہو چکی ہے اب دشمن کا مقابلہ کیونکر ہو۔ حالانکہ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق

(بقیہ عمل اہل اسلام) سے رہنے کی تاکید کی گئی ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ ان اللہ یحب
الّذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانّھم بنیان مّرصوص۔ اللہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے
جو اُس کے رستے میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں گویا کہ وہ مضبوط دیوار ہیں۔ (۶۱ آیۃ ۴)
مسلمانوں میں اس وقت تک ہرگز اتفاق نہ ہوگا جب تک کفر کا فتوےٰ دینے والے مّلا لوگوں کا
صفایا نہ ہوگا۔ دراصل مسلمانوں کے ہر جھگڑے کی بنیاد یہی ہوتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے ساتھ
لڑائی کرنا کفر قرار دیا گیا ہے ان احادیث کو ملاحظہ کیجئے۔ حدّثنی عبد اللہ انّ النّبیّ صلعم قال
سباب المسلم فسوق وّقتالہ کفر۔ (بخاری) عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی صلعم نے فرمایا مسلمان کو
گالی دینا فسق ہے اور اُس سے لڑائی کرنا کفر۔ عن ابی موسیٰ عن النّبیّ صلعم انّہ قال ان المؤمن
للمؤمن کالبنیان یشدّ بعضہ بعضاً وشبّک بین اصابعہ۔ ابوموسیٰ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں
کہ آپ نے فرمایا مومن مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ وہ ایک دوسرے کی قوت کا موجب
ہیں اور اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ) قرآن کریم اور
حدیث شریف کی ایسی تعلیم کی موجودگی میں مسلمانوں کے آپس میں تکفیر کی وجہ سے نااتفاقی۔ دشمنی
اور نفرت پھیلانے والے مذہبی لیڈروں پر یہ آیت صادق آتی ہے۔ الم تر الی الّذین
بدّلوا نعمت اللہ کفراً وّاحلّوا قومھم دار البوار۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا
جنھوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدلا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اُتارا۔ (۱۴ آیۃ ۲۸)
بلاشبہ آپس کی دشمنی کی وجہ سے مسلمان متحد الخیال نہیں رہے یہی باعث ہے کہ ان میں نااتفاقی
ہے اور ان کے دل آپس میں ملتے نہیں کیونکہ اب ان کے سامنے کوئی نصب العین نہیں رہا جس
کے حاصل کرنے کے لئے وہ آپس میں اتفاق سے کام لیں گویا اس آیۃ کا مصداق بن گئے ہیں۔
تحسبھم جمیعاً وّقلوبھم شتّیٰ ذٰلک بانّھم قومٌ لّا یعقلون تو انھیں اکٹھا سمجھتا ہے اور
ان کے دل علیحدہ علیحدہ ہیں یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے (۵۹ / ۱۴)
حقیقتاً جتنا نقصان مسلمانوں کو مسلمانوں سے پہنچا ہے اتنا غیر مسلموں سے نہیں پہنچا۔

(۱۵) آپس میں محبّت اور مروت کرنا

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَینَہُم - محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابلے میں قوی اور آپس میں رحم دل ہیں۔ (۴۸/۲۹)

عمل اہل یورپ

غیروں کے مقابلے میں بڑے سخت آپس میں بہت محبت اور مہربانی سے پیش آنے والے جب ایک یورپین کسی اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہوجاتا ہے تو وہ اپنی قوم کے لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حتی الوسع ان کی مدد کرتا ہے۔

عمل اہل اسلام

آج کل کے اکثر مسلمان اس آیۃ ربانی کے بالکل خلاف ہیں آپس کے مقابلے کے لئے تو بہت قوی ہیں۔گویا آپس میں جھگڑا ہو تو شیروں کی طرح ہوتے ہیں اس پر روپیہ بھی بیدریغ خرچ کرتے ہیں تھکتے بھی نہیں لیکن دشمنان اسلام کے مقابلے میں ان کی ہمتیں اور حوصلے اس قدر پست ہوتے ہیں کہ کسی کام میں ہاتھ ڈالنے کی طاقت ہی نہیں پڑتی گویا بلی کی طرح دبک کر رہتے ہیں۔بقول اکبر الہ آبادی ؎

اپنے بھائی کے مقابل کبر سے تن جائے غیر کا جب سامنا ہو بس قلی بن جائے

جب ایک مسلمان کسی اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہوجاتا ہے تو اپنے ہی بھائیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حتی الوسع ان کی مدد کرنے سے منہ پھیرتا ہے۔

(۱۶) نیک کاموں میں امداد کرنا

(۱) وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ نیکی اور تقوے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (۵ آیۃ ۲)

عمل اہل یورپ

کئی قسم کی سوسائیٹیاں کلب اور پنیکسا

عمل اہل اسلام

آج کل اکثر ایک دوسرے کی مدد کرنے میں

عمل اہل یورپ

ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے کھول رکھے ہیں اور حتی الوسع نیکی کے کاموں میں باہمی مدد کرنے سے کبھی رُخ نہیں پھیرتے۔ البتہ کسی کو نقصان پہونچانے سے ضرور پرہیز کرتے ہیں

عمل اہل اسلام

تو اتنے دلیر نہیں مگر نقصان پہونچانے میں خوب ہوشیار ہیں۔ حالانکہ یہ مسلمان کا کام نہیں یہ حدیث ملاحظہ کیجئے۔ عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلعم قال المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ۔ عبد اللہ بن عمر سے

روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسلم وہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں (بخاری)

(۱۷) کورٹ آف وارڈ کا مقرر کرنا

(۱) وابتلوا الیتمٰی حتّٰی اذا بلغوا النکاح فان اٰنستم منھم رشدًا فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافا وبدارًا ان یکبروا ط ومن کان غنیًّا فلیستعفف ومن کان فقیرًا فلیاکل بالمعروف فاذا دفعتم الیھم اموالھم فاشھدو علیھم ط وکفٰی باللہ حسیبا۔ یتیموں کا امتحان لیتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں تب اگر تم اُن میں عقل کی پختگی پاؤ تو اُن کے مال اُن کے حوالے کردو اور فضول خرچی سے اور جلدی کرکے اُن کو کھا نہ جاؤ کہ وہ بڑے ہوجائیں گے اور جو آسودہ ہے چاہیئے کہ وہ بچا رہے اور جو حاجتمند ہے وہ مناسب طور پر لے لے پھر جب تم اُن کے مال اُن کے حوالے کرو تو اُن پر گواہ کرلو اور اللہ کافی حساب لینے والا ہے۔ (۴ آیت ۶)

عمل اہل یورپ

یتیموں کی جائیداد پر کورٹ آف وارڈ مقرر کردیتے ہیں تاکہ بچے ناتجربہ کاری، کم عقلی اور بد صحبتوں کی وجہ سے اپنی جائیداد کو تباہ نہ کردیں چنانچہ کورٹ آف وارڈز کے کئی قانون

عمل اہل اسلام

کورٹ آف وارڈ کا نام تک نہیں جانتے چنانچہ ہزارہا یتیموں کی جائیدادیں تباہ ہوگئیں۔ اگر یتیموں کی جائیدادوں کی حفاظت کا کوئی خاطر خواہ انتظام ہوتا تو پھر انہیں کم عقلی،

اور قاعدے بنا رکھے ہیں جن سے یتیموں کی جائداد کی حفاظت کی جاتی ہے اور جب نابالغ بچے سنِ بلوغ کو پہونچ جاتے ہیں تو پھر اُن کی جائداد اُنھیں واپس دی جاتی ہے۔

ناتجربہ کاری اور بری صحبتوں کی وجہ سے اپنی جائیدادوں کے تباہ کرنے کا کوئی موقع نہ ملتا۔

(۱۸) تجارت کرنا

یاایہا الذین اٰمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآ ان تکون تجارۃً عن تراضٍ منکم ولا تقتلوا انفسکم اِنَّ اللہ کان بکم رحیما۔ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اپنے مالوں کو آپس میں ناحق کے ساتھ مت کھاؤ۔ سوائے اس کے کہ تمھاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے لوگوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔ (۴ آیۃ ۲۹)

عمل اہل یورپ

اپنی صنعت اور حرفت سے متعلق کئی قسم کے اسکولز کالجز اور کارخانے کھول رکھے ہیں جن میں ہر قسم کی دست کاری سکھلائی جاتی ہے اور دیگر علوم فنون کی تعلیم دی جاتی ہے چنانچہ مشینوں اور کلوں کے ذریعے کثرت سے چیزیں تیار کر کے دنیا بھر کے مارکیٹوں کو بھر دیا گیا ہے۔ اپنی قوم کی بنائی ہوئی چیزوں کو ترجیح دیں گے اور حتی الوسع اپنی قوم سے ہی خریدیں گے خواہ قیمت زیادہ ہی دینی پڑے۔ غیر ممالک پر قبضہ کرنا بھی تجارت سے ہی شروع ہوتا ہے پہلے اس کے بعد مشنری بھیجے جاتے ہیں۔ آخر میں فوجی یعنی

عمل اہل اسلام

عام طور پر مسلمانوں کے ہاتھوں میں کوئی صنعت اور حرفت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ غریب ہیں اور اُن کی تجارت میں بھی کوئی ترقی نہیں۔ اپنی قومی دکانوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں سے سودا خریدیں گے۔ بلاشبہ اپنے بھائیوں سے نہ خریدنا گویا اُنھیں قتل کرنا ہے افسوس مسلمانوں نے ہندوؤں سے بھی کوئی سبق حاصل نہ کیا۔ ہندوؤں کی چھوت چھات درحقیقت مسلمانوں کی تجارت کا بائیکاٹ ہے علاوہ ازیں ہمارے پہلے بزرگ تاجروں نے اپنی تجارت کے ساتھ ہی مذہب اسلام کو خوب پھیلایا۔ مگر آج کل کے اکثر مسلم

فوج ملک پر قبضہ جما لیتی ہے۔ علاوہ ازیں حصہ دار کمپنیاں بنا کر غیر ممالک میں تجارت کر کے خوب نفع کماتے ہیں۔

تاجروں میں یہ وصف نہیں بھلا جب خود ہی جاہل ہوں تو پھر اپنے مذہب کو کیا پھیلائیں۔ علاوہ ازیں اپنے ہی ملک میں دو سگے بھائی بھی مل کر تجارت نہیں کر سکتے۔

(۱۹) خیرات دینا

(۱) لا یسئلون الناس الحافاً۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔ (۲ آیۃ ۲۷۳)

(۲) قل لعبادی الذین آمنوا یقیموا الصلوٰۃ وینفقوا مما رزقنٰھم سرًا وعلانیۃً۔ میرے بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہدے کہ وہ نماز کو قایم کریں اور اس سے جو ہم نے ان کو دیا ہے چھپے اور علانیہ خرچ کریں۔ (۱۴ آیۃ ۳۱)

عمل اہل یورپ

ہر نیکی کے کاموں میں کروڑھا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ بعض لوگ اپنا نام بھی بتانا نہیں چاہتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خیراتی کاموں میں کسی قسم کی مالی کمزوری نہیں پائی جاتی۔ علاوہ ازیں خیرات کے جمع اور خرچ کرنے کے بھی قانون اور قاعدے بنا رکھے ہیں کسی کو ہمت نہیں پڑتی کہ لپٹ کر مانگے۔ البتہ بعض غریب لوگ دیا سلائی یا سگرٹ وغیرہ لیکر بازار کے کونوں میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور دولتمند لوگ انھیں غریب سمجھ کر ان کو خریدتے ہیں اور بجائے اصل قیمت دینے کے کچھ

عمل اہل اسلام

عام طور پر خیرات تو ایک طرف رہی زکوٰۃ کا روپیہ نکالنا بھی اکثر مسلمانوں کو دوبھر ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے ان کاموں میں جو صدقہ اور خیرات پر چلتے ہیں ہمیشہ ہی مالی کمزوری رہتی ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے خیرات کرنے کا طریقہ بھی بے ڈھنگا ہے۔ جو خیرات کے مستحق ہوتے ہیں وہ تو اکثر خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں اور ہٹے کٹے مسٹنڈے لے جاتے ہیں کیونکہ وہ لپٹ کر مانگتے ہیں مسلم خواتین کو خیرات۔ زکوٰۃ اور چندہ جمع کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا جو کہ اس آیت کے خلاف ہے

عمل اہل یورپ

زیادہ دے دیتے ہیں تاکہ اُن کی مدد ہو جائے
عام طور پر چندے اور خیرات کو عورتوں کے ہی
ذریعے وصول کیا جاتا ہے جسے وہ بڑی سرگرمی
پھرتی اور عمدگی سے سرانجام دیتی ہیں اور یہ
بہ نسبت مردوں کے زیادہ روپیہ جمع کرتی ہیں۔

عمل اہل اسلام

"انما الصدقٰت للفقرآء والمسٰکین والعٰملین
علیہا" زکوٰۃ صرف ناداروں کے لئے ہے اور
مسکینوں اور اس کے کارکنوں کے لئے ہے
والعاملین علیہا (۹پ) کے الفاظ سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بھی کارکنوں میں شامل
ہیں۔ مگر افسوس یہ معمولی سی بات بھی جاہلان
رسمی پردہ کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

(۲۰) نیکیوں میں بڑھنا

(۱) فاستبقوا الخیرات۔ پس نیکیوں کو ایک دوسرے سے بڑھ کر لو۔ (۲ آیۃ ۱۴۸)

(۲) ان تبدوا الصدقٰت فنعما ھی وان تخفوھا وتوتوھا الفقرآء فھو خیر لکم ویکفر عنکم من سیاٰتکم واللہ بما تعملون خبیر۔ اگر تم خیرات کھلے طور پر دو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم اُسے چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے اور وہ بعض تمہاری برائیاں تم سے دور کر دیگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے (۲ آیۃ ۲۷۱)

(۳) ان الحسنٰت یذھبن السیاٰت۔ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ (۱۱ آیۃ ۱۱۴)

عمل اہل یورپ

بلاشبہ اُن کے بُرے کام بھی ہیں مگر نیکی کے
کام زیادہ ہیں مثلاً تعلیم کا پھیلانا۔ ہسپتالوں کا
بنانا۔ ریلوے کا نکالنا۔ ڈاک خانہ اور تار گھر
کھولنا۔ سڑکوں کا بنانا۔ صنعت اور حرفت کو
ترقی دینا غرضکہ ان کے رفاہ عام کے کاموں نے

عمل اہل اسلام

بجائے نیکیوں میں بڑھنے کے آج کل برائیوں
میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں
میں یوں سمجھ لیجئے کہ نیکی کے کام کم ہیں اور
برائی کے زیادہ گویا بدی کا پلڑا بھاری ہے
حالانکہ انھیں یہ بتلایا گیا تھا کہ نیکی کے کام زیادہ

عمل اہل یورپ

اُن کے بُرے کاموں کو دبا رکھا ہے۔ اس کی
مثال یوں سمجھ لیجئے کہ اگر ایک روپیہ کی شراب
پی لیتے ہیں تو دو روپیہ خیراتی کاموں میں صدقہ
دے دیتے ہیں گویا نیکی کا پلڑا بھاری رکھتے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ وہ عروج پر ہیں جب کبھی اُن
کے بُرے کام نیک کاموں سے بڑھ جائیں گے
تو پھر اُن کا بھی زوال ہوگا۔ کیونکہ اللہ کا قانون
ہرگز نہیں بدلتا۔ جیسا کہ اس آیۃ سے ثابت
ہوتا ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا
تم اللہ کا قانون ہرگز بدلتا ہوا نہ پاؤ گے

عمل اہل اسلام

کریں تاکہ بدی کا میلان کم ہوتے ہوتے بالکل
زائل ہو جائے۔ اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔

عن ابن مسعود انّ رجلا اصاب من امراۃ
قبلۃ فاتی النبیّ صلعم فاخبرہ فانزل اللہ
عزّ وجلّ اقم الصلوٰۃ طرفی النّہار وزلفا
من اللیل ان الحسنات یذہبن
السیئات فقال الرجل یا رسول اللہ
الی ھٰذا قال لجمیع امّتی کلھم۔
ابن مسعود سے روایت ہے کہ کسی مرد نے ایک عورت
کا بوسہ لیا تو نبی صلعم کے پاس آیا اور آپ کو خبر
دی تو اللہ عزّوجل نے اُتارا دن کی دونوں
طرف نماز کو قایم رکھ اور پہلی رات میں نیکیاں بُرائیوں کو لے جاتی ہیں تو اس شخص نے کہا
یارسول اللہ یہ میرے لئے ہے فرمایا میری تمام اُمت کے لئے (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

(۲۱) تقلید نہ کرنا

(۱) واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرّسول قالوا حسبنا ما وجدنا
علیہ آباءنا اولو کان آباؤھم لا یعلمون شیئا وّلا یھتدون اور جب ان سے
کہا جاتا ہے اس کی طرف آؤ جو اللہ نے اُتارا اور رسول کی طرف کہتے ہیں ہمارے لئے
بس ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا۔ کیا اگرچہ اُن کے بڑے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ ہدایت
پر ہوں۔ (ر۵ آیۃ ۱۰۴)

عمل اہل یورپ

آج کل اکثر باتوں میں وہ اپنے بڑوں کی تقلید نہیں کرتے بلکہ تحقیقات کرتے ہیں اور جس چیز کو اپنی قومی ترقی کے لئے مفید سمجھتے ہیں اسے جھٹ اختیار کر لیتے ہیں اور جس چیز کو قومی ترقی کے لئے مضر سمجھتے ہیں اسے فوراً چھوڑ دیتے ہیں درحقیقت زندہ قوم کا یہی نشان ہے۔

عمل اہل اسلام

آج کل اکثر باتوں میں اپنے باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں گویا رسموں پر مرتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے "خصم چھوٹے رسم نہ ٹوٹے" لطف تو یہ ہے کہ اگر رسموں کے مقابلے میں قرآن مجید اور حدیث شریف کی تعلیم اعلیٰ ہو تو پھر بھی رسموں پر ہی چلتے ہیں جو کہ مردہ قوم کا نشان ہے۔ ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ آیا اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنا بہتر ہے یا رسموں پر۔ بلا شبہ رسموں پر چلنے کا نام اسلام نہیں۔

(۲۲) عقل سے کام لینا

(۱) کذٰلک یبین اللہ لکم الاٰیٰت لعلکم تعقلون۔ اسی طرح سے اللہ تمہارے لئے حکم کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ (۲۴ آیۃ ۶۱)

عمل اہل یورپ

آج کل دنیا میں عروج کا پانا ہی ثابت کرتا ہے کہ ان میں سے اکثر عقل سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ ہزارہا قسم کی ایسی مشینیں اور کلیں وغیرہ ایجاد کر دی ہیں جنھیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

عمل اہل اسلام

آج کل دنیا میں زوال کا پانا ہی ثابت کرتا ہے کہ ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔ چنانچہ صنعت اور حرفت کو ترقی دینے کے لئے آج تک ایک کل بھی ایجاد نہ کر سکے۔

(۲۳) کوشش کرنا

(۱) وان لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ وان سعیہ سوف یریٰ۔ ثم یجزٰیہ الجزآء الاوفیٰ اور انسان کے لئے کچھ نہیں مگر وہی جو وہ کوشش کرتا ہے اور اس کی کوشش جلد

دیکھی جائیگی پھر اُسے پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ (۵۳ آیۃ ۳۹ تا ۴۱)

عمل اہل یورپ

اکثر ہر کام میں لگاتار پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ کوشش کا ہی نتیجہ ہے کہ اتنے بڑے بڑے ملکوں پر قبضہ جما لیا ہے اور ہزارہا قسم کی کلیں اور مشینیں تیار کر دی ہیں۔ اگر باپ کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر مر جائے تو اس کے بعد اس کا بیٹا اسی کام کو پورا کر دیتا ہے چنانچہ فونوگراف کی ایجاد اس امر کی گواہ ہے۔ اگر کسی کام میں چھ مرتبہ بھی کوشش کرنے کے بعد کامیاب نہ ہوں تو پھر بھی ہمت نہیں ہارتے بلکہ ساتویں بار کوشش کر کے کامیاب ہو جاتے ہیں جیسا کہ انگلستان کے ایک بادشاہ کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی قسم کی محنت اور مزدوری کرنے سے عار نہیں کرتے گویا محنت اور کوشش کے سہارے پر زندگی گذارتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

آج کل اکثر کوشش نہیں کرتے بلکہ توکل پر رہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے جس نے دیا ہے تن کو وہی دیگا کفن کو۔ جو قسمت میں ہے وہ مل ہی جائیگا کوشش فضول ہے۔ گویا توکل کے بھروسے پر زندگی گذارتے ہیں۔ بقول حالی مرحوم

تدبیر نہ کی اور توکل میں بسر کی
کرتے رہے بیکار مقدر کے بہانے

محنت اور مزدوری سے عار کرتے ہیں کہ اسے کی شرافت پر رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ مسلمان غریب و تنگ دست ہیں۔ اگر کسی کام میں ایک دفعہ کوشش کرنے سے کامیابی نہ ہو تو پھر دوبارہ اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتے بلکہ ہمت ہار دیتے ہیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (۳۹ آیۃ ۵۳)

(۲۴) محنت کرنا

(۱) ونعم اجر العٰملین۔ کام کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے۔ (۳ آیۃ ۱۳۵)

(۲) انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثٰی بعضکم من بعض۔ کہ میں تم میں

سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسری سے ہو (۳ آیۃ ۱۹۴)

عمل اہل یورپ

محنت کرنے کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور نہ محنت کرنے میں خاندانی شرافت کے حیلے بناتے ہیں۔ بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے چنانچہ بڑے بڑے افسروں کے بھائی وائٹ واشنگ کا کام کرتے پائے جاتے ہیں۔ عورتیں بھی ہر طرح کا کام کرتی ہیں خواہ کسی قسم کا کام ہو کوئی عار نہیں کرتیں۔

عمل اہل اسلام

محنت کرنے سے جی چراتے ہیں حالانکہ انسان محنت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے جیسا کلام ربّانی سے ثابت ہوتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی کبد البتہ ہم نے انسان کو مشقت کے لئے پیدا کیا (۹۰ آیۃ ۴) اور خاندانی شرافت کے بہانے حیلے بناتے ہیں کہ میرا باپ بڑا آدمی تھا اتنا نہیں سوچتے کہ میں تو بڑا نہیں لہٰذا محنت اور مشقت کروں کیونکہ "پدرم سلطان بود" کی رٹ لگانا کوئی عقلمندی نہیں۔ رسمی پردے کا حیلہ بنا کر عورتوں کو باہر کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ مسلمان غریب ہیں۔

(۲۵) مخلوقات پر غور کرنا

(۱) وسخّر لکم ما فی السّمٰوٰت وما فی الارض جمیعاً منّہ انّ فی ذلک لاٰیٰت لّقوم یتفکرون۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو تمہارے کام لگایا۔ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں (۴۵ آیۃ ۱۳)

(۲) اولم یروا الی الطّیر فوقہم صٰفّٰت وّیقبضن ما یمسکھنّ الّا الرّحمٰن۔ کیا وہ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے (جو) پر پھیلائے ہوئے (ہیں) اور سکیڑ (بھی) لیتے ہیں۔ سوائے رحمٰن کے انھیں کون روک رکھتا ہے۔ (۶۷ آیۃ ۱۹)

عمل اہل یورپ

دُنیا بھر کی مخلوقات پر غور و فکر کر کے تار ٹیلیفون

عمل اہل اسلام

نہ تو خدا کی مخلوقات پر کچھ غور کیا اور نہ اُن کے

عمل اہل یورپ

وائرلیس۔ بجلی کی روشنی۔ فونوگراف۔ سینما
ٹاکیز اور دیگر عجیب وغریب کلیں ایجاد کریں۔
اور سمندر کی مچھلیوں پر غور کر کے کہ کس طرح
سے پانی کے نیچے جاتی ہیں اور پھر اوپر واپس
آجاتی ہیں سب مرین یعنی آب دوز کشتیاں
نکال لیں اور جانوروں پر غور کر کے کہ کس طرح
ہوا میں اڑتے ہیں ہوائی جہاز نکال لئے
گویا اپنے اعمال سے اس آیت کی تصدیق
کر دی۔ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔
اے ہمارے رب تو نے اسے بے فائدہ
پیدا نہیں کیا۔ (۳ آیۃ ۱۸۸) دراصل دنیا پر
حکمران بنائے جانے کی وہی قوم حق دار
ہو سکتی ہے جو کہ خدا کی مخلوقات سے نہ صرف
خود فائدہ اٹھائے بلکہ دوسروں کو بھی پہنچائے۔
چنانچہ کلام الٰہی کے الفاظ وعلم آدم
الاسماء کلھا آدم کو تمام چیزوں کی
خاصیتیں بتا دیں۔ (سورہ بقر) سے بھی یہی
ثابت ہوتا ہے۔

عمل اہل اسلام

کچھ فائدہ اٹھایا گویا ما خلقت ھذا باطلا
کی عملی تکذیب کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر
مسلمانوں کی زیادہ توجہ صرف کھانے پینے
اور عیاشی کی طرف رہتی ہے جس سے
مسلمانوں کا دماغ کمزور ہو چکا ہے اور ان
کی اولاد بھی اکثر کند ذہن ہی پیدا ہوتی ہے۔
بھلا جس قوم کی عورتیں چوبیس گھنٹے چار
دیواری کی قید میں رہیں اور باہر ڈولی
بند گاڑی یا برقع میں نیم اندھوں کی طرح
جائیں اور علم تازہ ہوا اور مشاہدات
فطرت سے محروم رہیں۔ اب ان کی دماغی
نشوونما کیا ہو جب ماں کا ہی دماغ نہیں
تو پھر بچوں میں کہاں سے آجائے۔ چنانچہ
جب سے مسلمانوں نے رسمی پردے کا
ڈھونگ بنا رکھا ہے وہ ایک چیز بھی ایجاد
نہیں کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان
میں غور و فکر کرنے کا مادہ ہی نہیں رہا۔

(۲۶) زمین سے فائدہ اٹھانا

(۱) ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں

ہے تمھارے لئے پیدا کیا۔ (۲ آیت ۲۹)

(۲) ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ
وہی ہے جس نے زمین کو تمھارے ماتحت کر دیا سو اس کے اطراف میں چلو اور اس کے دیئے
سے کھاؤ۔ (ر ۱۱/۱۵)

عمل اہل یورپ

سونے۔ چاندی۔ لوہا۔ سکہ۔ تانبا۔ نمک
مٹی کا تیل۔ پٹرول اور دیگر معدنیات نہ صرف
اپنے ملکوں سے بلکہ غیر ممالک کی زمینوں
سے بھی نکال لی ہیں۔ چنانچہ جنوبی افریقہ
کے شہر کمبرلے اور جہانس برگ میں ہیرے
جواہرات اور سونے کی بڑی کانیں ہیں۔
بلاشبہ یورپین زمین کو نہروں کے ذریعہ
خوب شاداب اور زرخیز بناتے ہیں اور اس
کی پیداوار سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں
اور دوسروں کو بھی پہنچاتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

اپنے ملکوں کی زمین سے بھی کوئی چیز نہیں
نکال سکتے۔ علم ہو تو نکالیں مسلمان تو اس بات
کے منتظر رہتے ہیں کہ خود خدا اپنی قدرت سے
زمین بھی کھود کر دے جائے۔ کون محنت اور
مشقت کرتا پھرے۔ دوسرے لفظوں میں
یوں سمجھ لیجئے کہ جس کام کے کرنے کے لئے
انسان میں طاقت رکھی گئی ہے وہ بھی خدا ہی
کر دے۔ بھلا ایسے سست لوگ دنیا میں
کیا ترقی کریں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ کبھی
بھی وہ کام نہیں کرتا جس کے کرنے کے لئے
انسان میں طاقت رکھی گئی ہو۔

(۲۷) سمندر سے فائدہ اٹھانا

(۱) وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا
وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون۔ اور وہی
ہے جس نے سمندر کو کام میں لگا رکھا ہے تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے موتی کا
زیور نکالو جنھیں تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے اسے پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اس کا

فضل طلب کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ (۱۶ آیتہ ۱۴)

عمل اہل یورپ

آج کل سمندر سے تازہ مچھلیاں نکال کر نہ صرف خود کھاتے ہیں بلکہ ڈبوں میں بھر کر دنیا بھر کو مہیا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں مچھلی کے تیل سے کئی قسم کے مالٹ بناتے ہیں اور سمندر سے موتی بھی نکال لیتے ہیں اور جہازوں کے ذریعے تجارت کر کے خوب نفع کماتے ہیں۔ غرضیکہ سمندر سے فائدہ اُٹھا کر دنیا بھر میں حکومت کر رہے ہیں۔

عمل اہل اسلام

آج کل جہازوں کے ذریعے غیر ممالک میں تجارت کرنا جانتے ہی نہیں بھلا سمندر سے موتی کیا نکالیں اور مچھلیوں کی تجارت کیا کریں اور اُن کا تیل کیا نکالیں اور مالٹ کیسے بنائیں جبکہ کلیں ہی نہ ہوں۔

(۲۸) لوہے سے فائدہ اُٹھانا

(۱) وانزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس۔ اور ہم نے لوہا اُتارا اس میں لڑائی (کا) سخت (سامان) ہے اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں۔ (۵۷ آیتہ ۲۵)

(۲) والنا لہ الحدید۔ اور ہم نے اُس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ (۳۴ آیتہ ۱۰)

(۳) واسلنا لہ عین القطر۔ اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا (۳۴/۱۲)

عمل اہل یورپ

آج کل لوہے سے بے انتہا فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے۔ چنانچہ لوہا اور تانبا ڈھالنے کے بڑے بڑے کارخانے کھول رکھے ہیں جن میں ریلوں۔ پلوں۔ جہازوں کا سامان اور آلات حرب توپیں۔ بندوقیں۔ ہوائی جہاز۔

عمل اہل اسلام

آج کل حضرت عیسیٰؑ کے نزول پر تو دن رات بحث کرتے ہیں مگر لوہے کے نزول پر ایک منٹ بھی غور نہیں کرتے۔ چنانچہ مسلمانوں کے پاس معمولی سوئیاں بنانے کا بھی کارخانہ نہیں۔ حالانکہ انھیں کلام ربانی

عمل اہل یورپ

موٹریں تمام مشینیں کلیں اور دیگر اکثر چیزیں
لوہے سے تیار کی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ
جرمنی کو لوہے کا بادشاہ کہا جاتا ہے خود بھی
فائدہ اٹھاتے ہیں اور دنیا کو بھی پہنچاتے ہیں
بلاشبہ لوہے کے فائدہ کی بدولت دنیا بھر میں
حکومت کر رہے ہیں۔

عمل اہل اسلام

کے ذریعے یہ بتلایا گیا تھا کہ لوہے سے بہت
فائدے ہیں مگر افسوس نہ تو خود کوئی فائدہ اٹھایا
اور نہ دنیا کو پہنچایا عقل کا گھاٹا ہے۔ اب اپنے
گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھ لیں کہ حکومت
کرنے کے لائق کون ہے جس قوم کے پاس
ضروریات زمانہ کے مطابق مکمل آلات حرب
نہ ہوں تو وہ جنگ میں دشمنوں پر فتح کیا پائے
اور حکومت کیا کرے اور اپنا وقار کیونکر قایم رکھے۔ حالانکہ مسلمانوں کو حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے
حالات سے یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ انھوں نے لوہا اور تانبا ڈھالنے کے کارخانے کھول رکھے تھے
اہل اسلام جتنا زور حضرت عیسیٰؑ کے نزول پر دے رہے ہیں اگر اس کا سولواں حصہ بھی نزول
فولاد پر غور کرتے تو واللہ مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا اور یہ دنیا کی زندہ قوموں میں
فولاد کی طرح مضبوط ہوتے لطف کی بات تو یہ ہے کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا
کوئی ذکر ہی نہیں۔ البتہ لوہے کے نزول کا ذکر تو موجود ہے۔ مگر افسوس اسی کی طرف مسلمانوں
کی کوئی توجہ نہیں ہے گویا کلام ربانی کی تعلیم سے غافل ہیں۔

(۲۴) ہوا یعنی بھاپ سے فائدہ اٹھانا

(۱) وَلسلیمٰن الرّیح عاصفة تجری بامرہ الی الارض التی بٰرکنا فیہا وکنّا بکل شیٔ
علمین۔ اور ہم نے سلیمان کے لئے تیز چلنے والی ہوا کو کام میں لگا دیا) اور وہ اس کے حکم
سے اس زمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ (۲۱/۸۱)
(۲) ولسلیمٰن الرّیح غدوّھا شھر وّرواحہا شھر اور سلیمان کے لئے ہوا کو کام میں
لگا دیا) ان کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل بھی ایک مہینے کی۔ (۳۴ آیت ۱۲)

عمل اہل یورپ

ریلوے انجن۔ دخانی جہاز۔ ہوائی جہاز موٹریں اور کئی قسم کی ایسی مشینیں اور کلیں ایجاد کر دی ہیں جو کہ ہوا یعنی بھاپ کے ذریعے چلتی ہیں۔ مسٹر واٹ نے بھاپ سے پتیلی کے ڈھکنے کو اٹھتا دیکھ کر یہ معلوم کر لیا کہ بھاپ میں زبردست طاقت ہے لہذا اس نے انجن ایجاد کر لیا۔

عمل اہل اسلام

ہوا یعنی بھاپ سے کام لینا جانتے ہی نہیں۔ حالانکہ حضرت سلیمانؑ کے حالات سے یہ بھی تبلایا گیا تھا کہ انھوں نے نہ صرف دخانی جہاز بلکہ ہوائی جہاز بھی نکالے تھے۔ چنانچہ "تیز چلنے والی ہوا" سے مراد پھک پھک کر کے چلنے والی بھاپ مراد تھی اور اس کے حکم پر یہ مراد تھی کہ جس طرف کا وہ حکم دیتے تھے اس طرف کو جہاز روانہ ہوتے تھے مگر

افسوس مسلمان قرآن مجید پڑھ کر بھی انجن کے بنانے کا خیال دل میں نہ لا سکے۔ بلکہ ان آیات کی یہ تفسیر کرتے رہے کہ حضرت سلیمانؑ ایک تخت پر بیٹھ جاتے تھے اور ہوا کو حکم دیتے کہ فلاں جگہ لے چلو۔ پس ہوا اٹھا کر لے جاتی۔ گویا کلام الہی سے بجائے ترقی کے تنزل کے خیالات دل میں لاتے رہے۔

(۳۰) زیتون کے تیل سے فائدہ اٹھانا

(۱) وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن وصبغ للاٰکلین۔ اور ایک درخت جو سینا پہاڑ سے نکلتا ہے وہ روغن اور کھانے والوں کے لئے سالن لئے ہوئے نکلتا ہے۔ (۲۳ آیتہ ۲۰)

عمل اہل یورپ

زیتون کا تیل علاوہ کھانے کے اور کئی طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے صابون بنا کر بہت سا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

سوائے کھانے کے اور کسی قسم کا فائدہ اس سے نہیں اٹھایا جاتا۔

(۳۱) دودھ سے فائدہ اٹھانا

(۱) وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین۔ اور تمھارے لیئے چارپایوں میں عبرت ہے تمھیں ہم اس چیز سے جو کہ ان

کے پیٹوں میں ہے گوبر اور لہو کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوش گوار ہے۔ (۱۶ آیۃ ۶۶)

عمل اہل یورپ

نہ صرف خود دودھ پیتے ہیں بلکہ کئی طریقوں سے دودھ کو ڈبوں میں بھر کر غیر ممالک کے لوگوں کو بھی پلاتے ہیں اور اس کی تجارت سے خوب نفع کماتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ دودھ کو پوڈر کی شکل میں بھی بنا کر فروخت کرتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

سوائے خود دودھ پینے کے دوسرے لوگوں کو جو کہ غیر ممالک میں رہتے ہیں دودھ مہیا کرنے کا کوئی طریقہ ایجاد نہ کر سکے۔

(۳۲) اون اور بالوں سے فائدہ اٹھانا

(۱) ومن اصوافها واوبارها واشعارها اثاثا ومتاعا الی حین۔ اور ان چارپایوں کی اون اور ان کی پشم اور ان کے بالوں سے تمہارے لئے اسباب ایک مقررہ وقت تک بنایا۔ (۱۶ آیۃ ۸۰)

عمل اہل یورپ

چارپایوں کی اون اور پشم سے کئی قسم کے گرم کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ مثلاً کمبل۔ سوئٹرز۔ بنیان۔ سٹاکنگس وغیرہ اور بالوں سے کئی قسم کے برش تیار کئے جاتے ہیں جن سے کئی قسم کے کام لئے جاتے ہیں۔ مثلاً دانتوں کا صاف کرنا سر کے بالوں کو آراستہ کرنا۔ کپڑوں کو صاف کرنا بوٹوں کو روغن کرنا۔ مکانوں میں جھاڑو دینا۔

عمل اہل اسلام

نہ تو چارپایوں کی اون اور پشم سے کوئی اعلیٰ درجہ کے گرم کپڑے بنا سکے اور نہ ان کے بالوں سے کوئی فائدہ اٹھا سکے اونٹ تو عرب کا جانور مگر اس کی اون سے کمبل یورپ میں تیار کئے جاتے ہیں۔

(۳۳) چارپایوں سے فائدہ اٹھانا

(۱) والانعام خلقها لکم فیها دفء ومنافع ومنها تاکلون۔ اور چارپایوں کو بھی

نے پیدا کیا تمھارے لئے ان میں گرمی کا سامان ہے اور کئی فائدے ہیں۔ (۱۴ آیتہ ۲۵)

عمل اہل یورپ

چارپایوں کی کھالوں کو بطور گرم سامان یعنی فروں کے کثرت سے یورپین لیڈیز استعمال کرتی ہیں کھالوں کو مصالحہ لگا کر کئی قسم کے رنگین چمڑے بنائے جاتے ہیں جو نہایت مضبوط۔ نرم اور صاف ہوتے ہیں جن سے بوٹ۔ شوز۔ ٹرنک۔ بیلٹس۔ ہینڈ بیگس۔ گلوز اور دیگر چمڑے کا سامان تیار کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ چارپایوں سے یہاں تک فائدہ اٹھاتے ہیں کہ ان کے سینگوں اور ہڈیوں کو بھی ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ ان سے بھی کئی چیزیں بناتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

چارپایوں کی کھالوں سے سوائے پانی کی مشکیں کنوئیں کے ڈول اور پوستین بنانے کے جو کہ زمانہ جاہلیت میں بھی بنائی جاتی تھیں اور کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ انزل لکم من الانعام ثمٰنیۃ ازواج تمہارے لئے چارپایوں کے آٹھ جوڑے اتارے۔ (۳۹ آیتہ ۶) سے یہ سمجھا گیا کہ اللہ نے چارپایوں کو آسمان سے اتارا ہے لہذا وہ دوسری چیزیں بھی آسمان سے ہی اتاریگا چنانچہ ان چیزوں کے بھی لیکر ہی منتظر ہے کہ آسمان سے اتریں۔

(۳۴) غلّہ سے فائدہ اٹھانا

(۱) فلما دخلوا علیہ قالوا یٰایّھا العزیز مسّنا واھلنا الضّر وجئنا ببضاعۃ مزجٰیۃ فاوف لنا الکیل وتصدّق علینا ط انّ اللہ یجزی المتصدّقین۔ اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچی ہے اور ہم تھوڑا سا سرمایہ لے کر آئے ہیں سو ہمیں (غلہ کا) پورا ماپ دے اور ہمیں خیرات دے۔ اللہ خیرات دینے والوں کو (اچھا) بدلہ دیتا ہے۔ (۱۲ آیتہ ۸۸)

عمل اہل یورپ

ہر قسم کے غلہ کی تجارت کرتے ہیں ایک ملک سے جہازوں میں بھر کر دوسرے ملکوں کو

عمل اہل اسلام

عام طور پر غلہ کی تجارت نہیں کرتے بلکہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ غلہ فروخت کرنے والوں کی نیت

عمل اہل یورپ

جس جگہ غلہ مہنگا ہوتا ہے لے جاتے ہیں اور فروخت کرکے نفع کماتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

بدرہتی ہے کہ مہنگا ہو تو بیچیں۔ حالانکہ حضرت یوسفؑ کے حالات سے غلّہ کا جمع کرنا اور قحط کے دنوں میں مناسب نرخ پر بنیت نفع خلق فروخت کرنا صاف ثابت ہوتا ہے۔

(۳۵) پھلوں سے فائدہ اٹھانا

(۱) اللّٰہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرٰت
اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اوپر سے پانی اتارا پھر اس کے ساتھ تمہارے لئے پھلوں سے رزق نکالا۔ (۱۴ آیۃ ۳۲)

عمل اہل یورپ

پھلوں کو محفوظ کرتے ہیں ان سے کئی قسم کے کرش نکالتے ہیں اور جام و مربے بناتے ہیں خود بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور غیر ممالک کو بھی پہنچاتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

پھلوں کو محفوظ کرکے اور ان سے کرش نکالنے مربے اور جام کے بنانے سے نہ تو خود چنداں فائدہ اٹھایا اور نہ غیر ممالک کو فائدہ پہنچایا۔

(۳۶) گوشت کا محفوظ کرنا

(۱) والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صوآف فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر۔ اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشان سے ٹھہرایا ہے تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے تو اللہ کا نام ان پر یاد کرو جب وہ قطار باندھے ہوئے ہوں پھر جب وہ پہلو کے بل گر پڑیں تو ان سے کھاؤ اور سوال نہ کرنے والوں اور سوال کرنے والوں کو کھلاؤ۔ (۲۲ آیۃ ۳۶)

عمل اہل یورپ

کئی قسم کا گوشت محفوظ کرکے دنیا بھر کو مہیا کرتے

عمل اہل اسلام

قربانی کا گوشت بھی محفوظ کرکے دوسرے

عمل اہل یورپ	عمل اہل اسلام
ہیں اور خوب نفع کماتے ہیں۔	مسلمانوں کو نہیں پہنچا سکتے۔ بلاشبہ ایسے گوشت کو لوگ عام طور پر بطور تبرک کی بہت

شوق سے خریدیں۔ مگر افسوس قربانی کا گوشت کثرت سے ضائع جاتا ہے نہ تو گوشت سے اور نہ کھالوں سے کوئی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "سوال نہ کرنے والوں کو کھلاؤ" سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ ان مسلمانوں کو کھلاؤ جو غیر ممالک میں رہتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ نے ایسے گوشت کا ذخیرہ کرنے کا حکم دیا۔ اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔ عن سلمۃ بن الاکوع قال قال النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم من ضحّی منکم فلا یصبحنّ بعد ثالثۃ وّفی بیتہ منہ شی فلمّا کان العام المقبل قالوا یا رسول اللہ نفعل کما فعلنا عام الماضی قال کلوا و اطعموا وادّخروا فانّ ذلک العام کان بالنّاس جھد فاردتّ ان تعینوا فیھا۔ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد یہ نہ ہو کہ اس کے گھر میں اس میں سے کچھ ہو جب اگلا سال ہوا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اسی طرح کریں جس طرح گذشتہ سال ہم نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کھاؤ۔ کھلاؤ اور ذخیرہ کرو کیونکہ اس سال لوگوں کو تکلیف تھی تو میں نے چاہا کہ تم ان کی مدد کرو۔ (بخاری کتاب الاضاحی)

(۳۷) سڑکوں کا بنانا

(۱) واللہ جعل لکم الارض بساطا لتسلکوا منھا سبلاً فجاجاً۔ اور اللہ نے تمھارے لئے زمین کو وسیع قطعہ بنایا ہے تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو۔ (۱۷/۱۹)

عمل اہل یورپ	عمل اہل اسلام
یورپین ممالک کی سڑکیں ایسی پختہ عمدہ صاف اور ستھری ہوتی ہیں کہ خواہ مخواہ بھی چلنے کو	اسلامی ممالک کی سڑکیں اتنی عمدہ پختہ صاف ستھری نہیں ہوتیں بلکہ جابجا گڑھے ہوتے

عمل اہل یورپ

دل ہوتا ہے۔ بارش کے دنوں میں کیچڑ وغیرہ کا نام ونشان نہیں ہوتا بائیسکل، موٹر سائیکل موٹروں اور گاڑیوں کے چلانے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوتی۔

عمل اہل اسلام

ہیں۔ بارش کے موسم میں اس قدر کیچڑ ہو جاتی ہے کہ اللہ کی پناہ پیدل چلنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ موٹروں اور گاڑیوں کا چلانا تو اس سے بھی مشکل حالانکہ سڑکوں کو صاف رکھنے کی تاکید کی گئی ہے اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل یمشی بطریق وجد غصن شوک علی الطریق فاخرہ فشکر اللہ لہ فغفرلہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک شخص ایک راستہ پر جا رہا تھا تو اس نے کانٹوں کی ٹہنی راستہ پر پائی تو اسے ہٹا دیا۔ تو خدا نے اس کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔ (بخاری کتاب الاذان) جب ایک شخص محض کانٹوں کی ٹہنی کو راستہ سے ہٹائے جانے پر بخشا جا سکتا ہے تو کیا وہ لوگ جو کہ ہزاروں میلوں کی لمبی لمبی پختہ عمدہ اور صاف سڑکیں بنواتے ہیں انھیں کوئی ثواب نہ ہوگا۔

(۳۸) ریلوے کا نکالنا

(۱) والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون - اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ وہ کچھ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔ (پ ۱۴ ع ۸)

عمل اہل یورپ

خشکی کی سواری کے لئے گھوڑوں اور خچروں کے علاوہ ریل گاڑیاں، موٹریں، موٹر سائیکل اور بائیسکل ایجاد کی گئی ہیں گویا قرآن پاک کے وہ الفاظ جو بطور پیش گوئی کے تھے ان کے ذریعے پورے ہوئے۔ چونکہ یہ چیزیں خدا

عمل اہل اسلام

گھوڑوں خچروں اور گدھوں اور اونٹوں کے علاوہ خشکی کی سواری کے لئے خود اپنی عقل وفہم سے اللہ کے پیدا کردہ سامانوں سے فائدہ اٹھا کر کوئی اور چیز ایجاد نہ کر سکے گویا قرآن کریم کی پیشین گوئی ان کے ذریعے

عمل اہل یورپ

کے عطاکردہ علم عقل اور سمجھ سے اسی کی پیدا کردہ سامانوں سے بنائی جاتی ہیں اسلئے ان کے بنائے جانے کو بھی اللہ تبارک تعالی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ علاوہ از زمین کے نیچے چلنے والی ریل گاڑیاں بھی تیار کی گئی ہیں

عمل اہل اسلام

پوری نہ ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ علم و عقل کی کمی ہے اور اس طرف توجہ بھی نہیں کی حالانکہ مسلمانوں کو حضرت آدمؑ کے حالات سے یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ حکومت کرنے کے لائق وہی قوم ہو سکتی ہے جو کہ علم کے ذریعے خدا کے پیدا کردہ سامانوں سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسرے لوگوں کو بھی پہونچائے۔

(۳۹) کشتیوں کا بنانا

(۱) واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔ ویصنع الفلک اور وہ کشتی بنانے لگا۔ (۱۱ آیۃ ۳۷ و ۳۸)

عمل اہل یورپ

کئی قسم کے جہاز۔ سٹیمرس۔ دخانی کشتیاں۔ تجارتی اور لڑائی کے جہاز ڈریڈ ناٹ وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ چونکہ خداداد قوے انکو استعمال کرکے اُسی کے پیدا کردہ سامانوں سے جہاز بناتے ہیں اس لیے ان کے بنائے جانے کی نسبت کو بھی اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون۔ اور تمھارے لئے کشتیاں اور چارپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ (۴۳/۱۲) وله الجوار المنشئت فی البحر کالاعلام۔ اور اسی کی کشتیاں ہیں جو سمندر میں پہاڑ کی طرح چلتی ہیں۔ (۵۵/۲۵)

عمل اہل اسلام

وہی دقیانوسی زمانہ جاہلیت کی کشتیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ اُن سے بڑھ کر کوئی اور جہاز نہ بنا سکے۔ حالانکہ حضرت نوحؑ کے حالات سے کشتی کا بنانا بھی بتلایا گیا تھا۔ اور مسلمان بھی اپنے دور ترقی میں بڑے جہاز ساز اور جہاز راں تھے

(۴۰) ہوائی جہازوں کا ایجاد کرنا

وَایۃ لّھم انّا حملنا ذرّیّتھم فی الفلك المشحون وخلقنا لھم مّن مّثلہٖ ما یرکبون
اور ایک نشان ان کے لئے یہ ہے کہ ہم اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں اُٹھاتے ہیں اور اُن کے لئے اس جیسا کچھ اور پیدا کیا ہے جس پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ (۳۶ آیۃ ۴۲)

عمل اہل یورپ

دریا اور سمندر کی کشتیوں اور جہازوں کے علاوہ ہوائی جہاز بھی بنا لئے۔ چونکہ ایسی جہاز اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ سامانوں سے بنائے جاتے ہیں اس لئے ان کا بنایا جانا بھی اُسی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

عمل اہل اسلام

سائنس کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے کوئی ہوائی جہاز نہ بنا سکے۔ حالانکہ قرآن پاک کے ان الفاظ "اس جیسا کچھ اور پیدا کیا ہے" سے یہ رغبت دلائی گئی تھی کہ کسی اور نمونہ کا بھی جہاز تیار کریں۔ مگر جب علم ہی نہ ہو تو کیا کریں۔

(۴۱) زمین کے کناروں کا گھٹایا جانا

اولم یروا انّا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔ اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ (۱۳ آیۃ ۴۱)

عمل اہل یورپ

زمین کے کناروں کو گھٹانے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ زمین کے کناروں کے فاصلوں یعنی اس کی دوری کو کم کرتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی بھی پوری ہو گئی ہے آج کل اس قسم کے ہوائی جہاز ایجاد کئے گئے ہیں جن کے ذریعے دور دور کے رہنے والے

عمل اہل اسلام

اس آیت کی ایک تاویل تو یہ کرتے رہے کہ کفر کم ہو رہا ہے اور دوسری یہ کہ بڑے بڑے کفار مسلمان ہو جائیں گے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی خیال دل میں نہ لا سکے حالانکہ کسی ملک میں کفر کے کم ہو جانے یا کسی بڑے کافر کے مسلمان ہو جانے سے زمین کے کناروں کی گھٹائے

عمل اہل یورپ

بھی آپس میں جلد مل جاتے ہیں دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ زمین کے دور دور کے کناروں پر انسان جلد پہنچ جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ پہلے انگلینڈ سے ہندوستان کا راستہ چھ ماہ کا تھا پھر بذریعہ نہر سویز ایک ماہ کا ہوگیا اس کے بعد ہوائی جہاز کے ذریعے ۴ دن کا ہوگیا اور یورپ سے امریکہ تین دن کا۔ زمین کے کناروں کو کم کر دینے کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ ٹیلیفون اور ریڈیو کے ذریعے ایک ملک کے لوگ غیر ممالک کے لوگوں کے کلام کو سن سکیں اور ان سے باتیں کر سکیں اور باتیں کرتے وقت ایسا معلوم ہو کہ باتیں کرنے والا شخص سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ حالانکہ فاصلہ ہزارہا میلوں کا ہے جیسا کہ ریڈیو کے ذریعے ایک شخص انگلستان کی خبریں اور گانے سن سکتا ہے اور ٹیلیفون سے باتیں کر سکتا ہے۔

عمل اہل اسلام

جانے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا جب تک کہ کوئی ایسی سواری یا تار ایجاد نہ ہو جس سے زمین کے کناروں کی دوری کم ہو جائے اور انسان جلد پہنچ سکیں یا دور دراز کے فاصلے پر رہ کر آپس میں گفتگو کر سکیں۔ افسوس سائنس کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے تار، ٹیلیفون، وائرلس اور ریڈیو جیسی علمی باتوں کو عمل میں نہ لا سکے۔

(۴۲) وائرلیس کا نکالنا

وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۔ دور دور پھیلا دینے والی پھر الگ الگ کر دینے والی ہوائیں۔ (سورۃ مرسلٰت ۲۹)

عمل اہل یورپ

ہواؤں کی ہیر پھیر پر یہ غور کر کے کہ کس طرح سے ایک چیز کو الگ کر کے دور دور تک پھیلا دیتی ہیں وائرلیس کی ایجاد کی گئی بلاشبہ ہوا ہی وائرلیس کے پیغام کو وائرلیس کے اسٹیشن پر پہونچاتی ہے۔

عمل اہل اسلام

سائنس کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے ہواؤں کے ہیر پھیر پر کوئی غور نہیں کی گئی۔ لہٰذا کچھ ایجاد نہ کر سکے۔

(۴۳) زمین میں کشش کا معلوم کرنا

الم نجعل الارض کفاتا۔ احیاءً و امواتا۔ کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا زندوں کو اور مردوں کو (۷۷ آیۃ ۲۵)

عمل اہل یورپ

نیوٹن نے باغ میں لیٹے لیٹے محض ایک سیب کے گرنے سے اس بات کو معلوم کر لیا کہ زمین میں کشش ہے ورنہ سیب نیچے زمین پر نہ گرتا گویا ایک ایسا علمی انکشاف دنیا میں پیدا کر دیا جس کی خبر قرآن مجید نے پہلے ہی دے رکھی تھی۔

عمل اہل اسلام

زمین کی کشش کو دریافت نہ کر سکے۔ حالانکہ "کفاتاً" کے لفظ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں کشش ہے گویا زندہ اور مردہ کو اپنی طرف کھینچنے والی ہے۔ کوئی جسم والی چیز جو زمین سے پیدا ہوئی ہو وہ اوپر نہیں چڑھ سکتی۔ بلکہ زمین میں جاتی ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ منہا خلقنٰکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃً اخریٰ۔ (۲۰ آیۃ ۵۵) مگر مسلمانوں نے زمینی کشش کی تحقیقات کے لئے کوئی چنداں توجہ نہ کی گویا قرآن کریم کے علمی نکات کو دنیا کے سامنے علمی رنگ میں پیش نہ کیا۔

(۴۴) زمین میں گردش کا پایا جانا

الذی جعل لکم الارض مہداً۔ وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو جھولا بنایا۔ (۲۰ آیۃ ۵۳)

عمل اہل یورپ

حال کی تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ زمین گردش کرتی ہے گویا اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔

عمل اہل اسلام

زمین کی گردش کو معلوم نہ کر سکے حالانکہ "مہد" کے لفظ سے ہی زمین کا گردش کرنا ثابت ہوتا ہے دراصل مہد جھولے کو کہتے ہیں جو کہ ہلتا رہتا ہے اسی واسطے اس پر پہاڑ بنائے گئے تاکہ اس کی گردش باقاعدہ رہے اور کسی قسم کی غیر معمولی جنبش میں نہ آنے پائے۔

(۴۵) فونوگراف کا ایجاد کرنا

یومئذ تحدث اخبارها۔ اس دن وہ (زمین) اپنی سب خبریں بیان کرے گی۔ (۹۹/۴)

عمل اہل یورپ

فونوگراف بھی ایک عجیب ایجاد ہے اس کے ریکارڈ میں انسان کا کلام بھر کر جس جگہ جا کر مرضی ہو سن لیجئے صرف ایک سوئی لگانے کی ضرورت پڑتی ہے کہ انسان کی باتیں ریکارڈ سے سننی شروع ہو جاتی ہیں اسی طرح ریڈیو کو بھی سمجھ لیجئے۔

عمل اہل اسلام

اس آیتہ کی آج تک یہ تفسیر ہوتی رہی کہ قیامت کے دن زمین باتیں کرے گی۔ مگر پھر بھی اس بات کو نہ سمجھا سکے کہ کیسے اب فونوگراف کی ایجاد سے کم از کم یہ جواب تو دیا جا سکتا ہے کہ اس نے ریکارڈ کی طرح باتیں کرے گی۔

(۴۶) ٹاکیز کا ایجاد کرنا

(۱) الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے (۳۶ آیتہ ۶۵)

عمل اہل یورپ

ایسی پکچریں یعنی تصویریں ایجاد کی گئی ہیں جو باتیں کرتی ہیں جن سے تھیٹروں میں کام لیا جاتا ہے اور خوبصورت و نصیحت آمیز شو دکھائے جاتے ہیں مرد اور عورت دونوں ہی مل کر ٹاکیز اور سینما کا لطف اٹھاتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہ کر سکے جس سے لوگوں کو یہ سمجھایا جاتا کہ اس طور سے ہاتھ اور پاؤں باتیں کریں گے۔ اب ٹاکی کی مثال دیکر سمجھانا آسان ہو گیا عام طور پر اپنے لئے ٹاکیز اور سینما کا دیکھنا جائز سمجھتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو دیکھنے نہیں دیتے اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو چیز جائز ہے وہ دونوں کے لئے جائز ہے اور جو ناجائز ہے وہ دونوں کے لئے یکساں ناجائز ہے جب سینما میں کام کرنے والے مرد اور عورت دونوں ہیں تو پھر دیکھنے والے دونوں کیوں نہ ہوں

(۴۷) لاؤڈ اسپیکر کا ایجاد کرنا

وکلم اللہ موسیٰ تکلیما - اور اللہ نے موسیٰ سے بول کر باتیں کیں. (۴ آیۃ ۱۶۵)

عمل اہل یورپ

ایک ایسی نادر کل ایجاد کی گئی ہے جس کے ذریعہ ایک شخص اپنی آواز کو چاروں طرف اونچی سنا سکتا ہے اسی واسطے اس کل کا نام لاؤڈ اسپیکر یعنی اونچی آواز سے بولنے والا رکھا گیا۔

عمل اہل اسلام

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں اکثر مفسرین یہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلام کی آواز کو چاروں طرف سے سنتے تھے. مگر افسوس اس کے سمجھانے کے لئے کوئی عملی نمونہ نہ بتا سکے۔ الحمد للہ اب اس کی مثال دیکر سمجھانا آسان ہوگیا۔

(۴۸) گرمی پہنچانے والے آلہ جات کا بنانا

قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون. حضرت موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمھیں اس کی کچھ خبر لادوں یا آگ کا انگارہ تاکہ تم تاپو (۲۸ آیۃ ۲۹)

عمل اہل یورپ

گرمی پہنچانے کے لئے کئی قسم کی مشینیں اور ہیٹرس ایجاد کئے گئے ہیں جن کے ذریعہ ریل گاڑیوں ہوٹلوں کارخانوں دفتروں اور گھروں کے کمروں کو گرم رکھا جاتا ہے تاکہ سردی محسوس نہ ہو۔

عمل اہل اسلام

گرمی پہونچانے والے آلہ جات کے نام سے ہی ناواقف ہیں۔ وہی پرانے زمانے کی انگیٹھیاں استعمال کی جاتی ہیں جن سے کمرہ تو کچھ گرم ہوتا نہیں بلکہ الٹا کئی قسم کا نقصان ہی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ آگ کی چنگاریاں اڑکر بعض چیزوں کو جلا دیتی ہیں

(۴۹) دیا سلائی کا بنانا

الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون۔ وہ جس نے تمہارے

لئے سبز درخت سے آگ بنائی تو دیکھو تم اس سے جلاتے ہو۔ (۳۶ آیۃ ۸۰)

(۲) افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشأتم شجرتھا ام نحن المنشئون۔ نحن جعلنھا تذکرۃ ومتاعا للمقوین۔ کیا تم نے آگ کو دیکھا جو تم روشن کرتے ہو کیا تم اس کا درخت پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے اس کو نصیحت اور مسافروں کے فائدہ کی چیز بنایا ہے (۵۶ آیۃ ۷۱)

عمل اہل یورپ

قسم قسم کی دیا سلائیاں بنائی گئی ہیں جن کے رگڑنے سے آگ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اس سے لکڑی ایندھن وغیرہ جلا لیتے ہیں۔ بلا شبہ یہ بھی ایک اعلیٰ درجہ کی صنعت و حرفت ہے جس کا استعمال گھر گھر ہو رہا ہے اور مسافر بھی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ آخر دیاسلائی کی لکڑی بھی تو پہلے سبز درخت کی شکل میں ہی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ جو مصالحہ لگا ہوتا ہے وہ بھی خدا کا ہی پیدا کردہ ہے۔ اس لئے آگ کے بنائے جانے کی نسبت کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

عمل اہل اسلام

آج تک کوئی ایسی چیز نہ بنا سکے جس سے آگ حاصل کر سکتے بلکہ اس آیۃ کی یہ تفسیر کرتے رہے کہ جنگلوں میں سبز درختوں کے آپس میں رگڑ کھانے سے آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ بھلا اس سے خود مسلمانوں نے اپنے گھروں میں اور مسافروں نے راستے میں کیا فائدہ اٹھایا۔ در اصل قرآن پاک کے ان الفاظ پر کہ "تو دیکھو تم اس سے جلاتے ہو" پر غور نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان الفاظ کا یہ مطلب لیا گیا کہ سبز درختوں کو کاٹ کر ایندھن بنایا جاتا ہے جو کہ جلانے کے کام آتا ہے۔ حالانکہ منہ کی ضمیر آگ کی طرف جاتی ہے جس سے کسی چیز کو جلایا جاتا ہے

(۵۵) روشنی کا پیدا کرنا

اللہ نور السموات والارض۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا ہے (۲۴ آیۃ ۳۵)

عمل اہل یورپ

آج کل روشنی کے لئے قسم قسم کے لیمپ [illegible]

عمل اہل اسلام

[illegible]

عمل اہل یورپ

اور ہنڈے نکالے گئے ہیں علاوہ اس کے
گیس اور بجلی کی روشنی ایجاد کی گئی ہے صرف
ایک بٹن دبانے سے تمام شہر جگ مگ کرنے
لگتا ہے اور طرح طرح کی رنگ دار روشنی
کی وجہ سے ایک عجیب نظارہ دکھائی دیتا
ہے۔ پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ ایسی روشنی
پر آندھی ہوا اور بارش کا کوئی اثر نہیں پڑتا

عمل اہل اسلام

اور تیل ڈال کر روشن کر لو۔ اس قدر دھیمی
روشنی کہ پڑھنا اور لکھنا دوبھر ہو جاتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ آنکھیں جلد خراب ہو جاتی ہیں
اس سے بڑھ کر کوئی اور عمدہ طریقہ روشنی
پیدا کرنے کا نہ نکال سکے۔ صرف روشنی پر کیا
منحصر ہے وہ اصل زندگی کی تمام ضروریات
کے لئے غیر قوموں کے محتاج ہیں۔

(۱۶) کپڑوں کا تیار کرنا

یٰبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا۔ اے بنی آدم بیشک
ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے عیبوں کو ڈھانکے اور زینت ہو (۷ آیت ۲۶)

عمل اہل یورپ

قسم قسم کے اونی سوتی۔ ریشمی۔ ٹسری کپڑے
پاپلین اور طرح طرح کی چھینٹیں۔ لٹھے ململیں
غرضیکہ نہایت نفیس عمدہ مضبوط رنگین اور
سادہ کپڑے بذریعہ مشینوں کے تیار کئے
جاتے ہیں۔ بعض مشینیں تو اس قسم کی ہیں کہ
صرف روئی ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے۔
اس کے بعد تمام کام مشین کے اندر ہی ہو کر
تھوڑے عرصے کے لئے ایک نفیس کپڑے کا
تھان نازل ہو جاتا ہے۔ [illegible]

عمل اہل اسلام

عام طور پر وہی پرانے زمانے کا موٹا کھدر
استعمال کرتے رہے جو کہ ہاتھ سے تیار کیا
جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر عمدہ کپڑا تیار
کرنے یا کسی مشین کے ایجاد کرنے کا خیال
ہی دل میں نہ لا سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ
"انزلنا" کے الفاظ سے یہ سمجھا گیا کہ اللہ
ہی آسمان سے کپڑے نازل کرے گا جیسا
کہ پانی بادلوں سے نازل ہوتا ہے۔
اتنا بھی نہ سمجھا کہ جب آج تک کوئی کپڑا آسمان

عمل اہل یورپ

اور گون بنوائیے اور بطور زینت کے استعمال
کیجئے علاوہ ازیں کپڑے سینے کے لئے طرح
طرح کی مشینیں سنگر اور پفن وغیرہ کی تیار کی
گئی ہیں اور کئی قسم کے مضبوط اور نفیس
دھاگے تیار کئے گئے ہیں۔

عمل اہل اسلام

سے نازل نہیں ہوا تو پھر بھلا آئندہ
کیوں کر کپڑے آسمان سے نازل ہو سکتے ہیں۔
علاوہ ازیں کپڑا سینے کی بھی کوئی مشین آج
تک تیار نہ کر سکے اور تیار بھی کیونکر کریں
جب علم ہی نہ ہو۔

(۵۲) لکھنے اور چھاپنے کا سامان پیدا کرنا

ن والقلم وما یسطرون۔ دوات گواہ ہے اور قلم اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں (۶۸ آیۃ ۱)

عمل اہل یورپ

لکھنے کے لئے طرح طرح کی قلمیں۔ ہولڈرس
نبز پنسلیں اور کئی قسم کی فونٹن پینز تیار
کئے گئے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی سیاہی نفیس نیلے
عمدہ اور مضبوط کاغذ بنائے گئے ہیں اور چھاپنے
کے لئے طرح طرح کے پریس اور ٹائپ رائٹرس
ایجاد کئے گئے ہیں۔ غرضیکہ کتابوں کا چھاپنا
آسان ہو گیا جس سے علم کے پھیلانے میں
ہر طرح کی سہولتیں پیدا ہو گئیں۔

عمل اہل اسلام

وہی پرانے زمانے کا کلک کا قلم اور الف خانی
سیاہی اور سیال کوٹی موٹا کاغذ استعمال
ہوتا رہا اس سے بڑھ کر عمدہ چیزیں بنانے
کا خیال ہی دل میں نہ لا سکے۔ افسوس تو اس امر
کا ہے کہ اُردو۔ عربی۔ فارسی۔ زبانیں تو
مسلمانوں کی مگر ان کے ٹائپ رائٹر نکال
کر دینے والے اہل یورپ۔ اسی طرح سے
لیتھو یعنی پتھر کا پریس ایجاد کرنے والے بھی۔

(۵۳) ڈاک خانے کھولنا

اذھب بکتبی ھذا فالقہ الیھم۔ یہ میرا خط لے جا سو انہیں دے دے (۲۷ آیۃ ۲۸)

عمل اہل یورپ

ڈاک خانہ کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر

عمل اہل اسلام

اسلامی ممالک میں ڈاک خانے تو ہیں مگر

عمل اہل یورپ

کر رکھا ہے خطوط رجسٹری بیمہ جات منی آرڈر اور پارسلز ہر ملک کو بھجوائے جا سکتے ہیں۔ اس محکمہ میں اتنی ترقی کی گئی ہے۔ کہ اب ڈاک خانے کا بہت سا کام ہوائی جہازوں کے ذریعہ لیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو خطوط وغیرہ جلد مل سکیں۔ علاوہ اس کے آج کل کشتی ڈاک خانے بھی بنائے گئے ہیں۔

عمل اہل اسلام

کا انتظام ایسے وسیع پیمانے پر نہیں ہے اور نہ وہ اپنے ہوائی جہازوں کے ذریعے غیر ممالک کو ڈاک بھیج سکتے ہیں۔

(۵۴) ہسپتالوں کا کھولنا

فیہ شفاءٌ للنّاس۔ اس (شہد) میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ (۱۶ آیۃ ۶۹)

عمل اہل یورپ

شہد سے فائدہ اٹھانے کے علاوہ دوسری چیزوں سے بھی دوائیں بنائی گئی ہیں جن سے لوگوں کو شفا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہر شہر میں جابجا ہسپتال کھول رکھے ہیں جہاں لوگوں کا خاطر خواہ علاج کیا جاتا ہے۔ کوئی ایسی بیماری نہ ہو گی جس کی دوا تیار نہ کی گئی ہو۔ ہسپتال بھی نہایت صاف اور ستھرے ہوتے ہیں۔ تیمارداری کرنے اور دوائیں پلانے کے لئے عام طور پر عورتیں ہوتی ہیں جنھیں نرس کہا جاتا ہے وہ اس قدر ہمدردی اور توجہ سے تیمارداری کرتی ہیں کہ اکثر گھر کی بیویاں بھی ایسا نہیں کرتیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ ان نرسوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں

عمل اہل اسلام

نہ تو شہد سے کوئی چنداں فائدہ اٹھایا اور نہ دوسری چیزوں سے دوائیں بنائی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ممالک میں ہسپتال کھولنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ جدہ میں بھی برٹش ڈسپنسری ہے۔ حالانکہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ ہر بیماری کی دوا پیدا کی گئی ہے اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبیّ صلعم قال ما انزل اللہ داءً الّا انزل لہٗ شفاءً۔

ابو ہریرہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کے لئے شفا بھی پیدا کی ہے (بخاری)

عمل اہل یورپ

آپریشن کرنے یعنی چیرنے پھاڑنے کے کام کو جسے سرجری کہا جاتا ہے اتنی ترقی دی گئی ہے کہ دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور دانتوں کی بیماریوں کے لئے کئی قسم کی ڈنٹیل کریم بنائی گئی ہیں۔ اور ایکس رے کے ذریعے جسم کے اندرونی حصوں کی بھی بیماری معلوم کر لیتے ہیں تاکہ علاج کرنے میں آسانی ہو۔ علاوہ ازیں غیر ممالک میں بھی ہسپتال کھول رکھے ہیں۔

عمل اہل اسلام

(کتاب الطب) رسول اللہ کے وقتوں میں عورتیں بیماروں کی تیمارداری کیا کرتی تھیں اس حدیث کو ملاحظہ کیجیے۔ عن الرّبیع بنت معوّذ قالت کنّا مع النّبی صلعم نسقی ونداوی الجرحی ونردّ القتلیٰ الی المدینة۔ ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ ہم (جہاد) میں نبی کریمؐ کے ساتھ ہوتے تھے۔ پانی پلاتے تھے زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور مقتولین کی لاشوں کو مدینے پہنچاتے تھے (بخاری کتاب الجہاد) علاوہ ازیں چیرنے پھاڑنے یعنی اپریشن کے کام کو حجاموں کے ہاتھوں میں دے رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرجری میں مسلمان کوئی ترقی نہ کر سکے اور نہ دانتوں کی بیماریوں کے لئے کوئی علاج نکال سکے۔ حالانکہ مسواک کو سنت قرار دینے سے دراصل دانتوں کی بیماریوں کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔

(۵۵) اپنے دین کا پھیلانا

یاایّھا الّذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریّن من انصاری الی اللہؕ قال الحواریّون نحن انصار اللہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا اللہ کے رستہ میں کون میرے مددگار ہیں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ (۶۱ آیتہ ۱۴)

یاایّھا الّذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبّت اقدامکم۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے دین کی مدد کرو۔ تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ تمہارے قدم مضبوط کر دے گا۔ (۴۷ آیتہ ۷)

عمل اہل یورپ

اپنا مذہب پھیلانے کے لئے اتنی کوشش کرتے
ہیں جس کی کوئی حد نہیں چنانچہ ہر ملک میں اپنے
مذہب کی تبلیغ کے لئے مشن قایم کر رکھے ہیں
اگرچہ اُن کا مذہب قطعاً عقل کے خلاف ہے
مگر ماننے والے اکثر عقل سے کام لیتے ہیں۔
علاوہ ازیں صدہا زبانوں میں مقدس بائبل
کا ترجمہ کر کے اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچا
دیا ہے۔ حالانکہ اس میں اتنے اختلافات[لہ] ہیں کہ
دنیا بھر کی کسی کتاب میں نہ ہوں گے بلاشبہ
کتاب تو فلسفہ اور حکمت سے خالی ہے مگر اس
کے پہنچانے والے اکثر فلسفہ داں اور حکمت
والے ہیں۔ مردوں کے علاوہ عورتیں بھی اپنے
مذہب کی تبلیغ میں خوب حصہ لے رہی ہیں اگر
یورپ میں دہریت کا زور ہوتا تو پھر اپنے مذہب
کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کروڑہا روپیہ ہرگز
خرچ نہ کرتے۔ خواہ ان کا مقصد ایسی تبلیغ سے
سیاست کا ہی ہو یوں تو دہریہ لوگ کم و بیش
ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے یورپ
میں بھی ہیں۔ بلاشبہ اُن کی ہمت قابل داد ہے

لہ خاکسار کی کتاب ۹۶ اختلافات بائبل ملاحظہ کیجئے۔ شمس

عمل اہل اسلام

روئے زمین کے مسلمانوں کی ایک بھی ایسی
انجمن یا سوسائٹی نہیں جو اپنے ملکوں کے علاوہ
باہر بھی غیر مسلموں میں تبلیغ کا کام کرے۔ سوائے
احمدیہ جماعت کے مسلمان اِن پر تو خوب دل
کھول کر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر اپنے گریبانوں
میں مُنہ ڈال کر نہیں دیکھتے کہ وہ اپنے مذہب
کی تبلیغ کے لئے کیا کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ
مسلمانوں کو اپنا دین پھیلانے کے لئے عیسائیوں
سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے تھا۔ کیونکہ
اوّل تو ان کے لئے خدا کا حکم ہے۔ اور
عیسائیوں کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا حکم تھا۔ اور
دوئم یہ مذہب عقل کے مطابق ہے۔ البتہ اس
کے ماننے والے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔
علاوہ ازیں قرآن پاک کی اشاعت کے لئے
بھی چنداں توجہ نہیں کرتے حالانکہ یہ کتاب
فلسفہ اور حکمت سے بھری ہوئی ہے مگر افسوس
اس کے پہنچانے والے آج کل اکثر فلسفہ اور حکمت
سے خالی ہیں۔ چنانچہ آج تک مسلمانوں نے
سوائے پانچ چھ زبانوں کے اور کسی زبان میں
اس کا ترجمہ نہیں کیا۔ حالانکہ ہر زبان میں ترجمہ

عمل اہل یورپ

کہ دنیا بھر میں ایک کھاتے پیتے یہودی انسان
کو (نعوذ باللہ) خدا اور خدا کا بیٹا منوایا جا رہا
ہے اور کسی کو یہ ہمت نہیں پڑتی کہ اس گمراہی
کے سیلاب کو روک سکے سوائے احمدیہ جماعت کے
اکثر اہل یورپ مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے
ہیں اگر تمھارے مذہب کی تعلیم اچھی ہے تو پھر
تمھاری سیاسی۔ اخلاقی اور علمی حالت گری
ہوئی کیوں ہے۔

عمل اہل اسلام

کرکے اسے تمام دنیا میں پہونچا دینا چاہیئے تھا
جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول کا ارشاد ہے۔

(۱) یاَیّھا الرّسول بلّغ ما انزل الیک
من رّبّک ۔ اے رسول جو کچھ تیرے رب سے
تیری طرف اُتارا گیا پہونچا دے۔ (۵ آیۃ ۶۷)

(۲) عن عبد اللہ بن عمر النبی صلعم قال بلغوا عنی و لو آیۃ
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم نے
فرمایا میری طرف سے پہونچا دو گو ایک ہی آیت ہو۔ (بخاری)

دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ
کے صحابہ کرام نے خوب اشاعت اسلام کی اس کے بعد صوفیائے کرام نے بھی حصہ لیا۔ مگر بعد ازاں عام
طور پر مسلمانوں اور ان کے بادشاہوں نے تبلیغ کی طرف کوئی چنداں توجہ نہ کی۔ چنانچہ اب مسلمانوں
کا یہ حال ہے کہ خدا کی توحید منوانے کے لیئے بھی اتنی ہمت نہیں پڑتی کہ عیسائیوں کو یہ کہہ سکیں کہ
حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے کیونکہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے اور جو کھانا کھائے وہ خدا نہیں ہوسکتا اور نہ
وہ خدا کے بیٹے تھے کیونکہ خدا کی کوئی جورو نہیں بیٹا کہاں سے ہو جائے عورت کے ذریعے تو
انسان نطفہ سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ ووالدٍ وّما
ولد۔ اور باپ کی اور جو اس سے پیدا ہوا (۹۰ آیۃ ۳)

(۵۶) ماں باپ کی خدمت کرنا

(۱) وقضٰی ربّک الّا تعبدوٓا الّآ ایّاہ وبالوالدین احسانا ط امّا یبلغنّ عندک الکبر
احدھما او کلٰھما فلا تقل لّھما افٍّ وّلا تنھرھما وقل لّھما قولا کریما واخفض
لھما جناح الذّلّ من الرّحمۃ وقل رّبّ ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرا۔ اور تیرے رب نے

فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی عبادت نہ کر اور ماں باپ سے نیکی کر۔ اگر تیرے سامنے دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو ہوں تک نہ کہہ۔ اور نہ اُن کو ڈانٹ۔ اور دونوں سے ادب سے بات کر اور اُن دونوں کے آگے رحم کے ساتھ عاجزی کے بازو جھکا۔ اور کہہ اے میرے رب ان پر رحم کر جس طرح اُنھوں نے مجھے چھوٹے پن میں پالا۔ (۷) آیت ۲۳ و ۲۴)

عمل اہل یورپ

چونکہ عام طور پر عورتیں تعلیم یافتہ ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنی اولاد کی تربیت اچھی کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی حتی الوسع خدمت واطاعت کرتے ہیں۔ چنانچہ گھروں میں ایسی عادت ہونے کے باعث وہ باہر بھی اپنے ملک مذہب اور قوم کی خدمت اور اپنے افسروں کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ اکثر اپنے والدین اور افسروں کے حکم پر کبھی نکتہ چینی نہیں کرتے جو کہ اتفاق کا نشان ہے۔

عمل اہل اسلام

چونکہ عام طور پر عورتیں علم سے بے بہرہ ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنی اولاد کی تربیت خاطر خواہ نہیں کر سکتیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی چنداں خدمت اور اطاعت نہیں کرتے چنانچہ گھروں میں ایسی عادت ہونے کی وجہ سے باہر بھی نہ تو اپنے ملک۔ مذہب اور قوم کی خدمت نہ اپنے افسروں کی چنداں اطاعت کرتے ہیں۔ عیاں راچہ بیاں۔ اکثر اپنے والدین اور افسروں کے حکم پر نکتہ چینی کرتے ہیں جو بے اتفاقی کا نشان ہے۔

(۵۷) اولاد کی تربیت کرنا

ولتصنع علی عینی۔ اور تاکہ میری آنکھوں کے سامنے تیری تربیت ہو (۲۰ آیت ۳۹)

عمل اہل یورپ

چونکہ عام طور پر والدین تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اس لئے اپنے بچوں کی تربیت اعلیٰ پیمانے پر کرتے ہیں یہی بھی ایک وجہ ہے کہ اللہ نے انہیں

عمل اہل اسلام

چونکہ عام طور پر والدین جاہل ہوتے ہیں اس لئے اپنے بچوں کی تربیت خاطر خواہ نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ اکثر بچے ناشائستہ رہتے ہیں۔

عمل اہل یورپ

اتنا عروج دے رکھا ہے کیونکہ اکثر لوگ شائستہ ہوتے ہیں اور اپنے فرائض منصبی کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آزاد عورتوں کی تربیت کردہ اولاد رسمی پردہ نشین خواتین کی تربیت کردہ اولاد پر حکومت کر رہی ہے۔ جب یورپین لیڈی کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ زبانِ حال سے یہ کہتی ہے کہ بیٹا جیسی میں آزاد حکمران ہوں اسی طرح سے تم بھی آزاد اور حکمران ہو کر رہنا۔

عمل اہل اسلام

اور اپنے فرائض منصبی کو بھی نہیں سمجھتے حالانکہ حضرت موسیٰ کے حالات سے یہ بھی تبلایا گیا تھا کہ اعلیٰ گھروں میں تربیت پانے سے اعلیٰ خیالات ہوں گے۔ اب جو لوگ یورپ جا کر بھی ہندوستانی سوسائٹیوں میں رہتے ہیں ان کے خیالات اور ذہنیت میں بھی چنداں تبدیلی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ ہندوستان واپس آ کر بھی اپنی پرانی رسموں کو نہیں چھوڑتے اور نہ اپنی قوم میں کسی قسم کی اصلاح کرتے ہیں گویا جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس آئے۔ جب رسمی پردہ نشین خاتون کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ زبانِ حال سے یہ کہتی ہے کہ بیٹا جیسی میں رسمی پردے کی بندشوں کی وجہ سے اپنی آزادی سے محروم ہو کر خاوند کی محکوم رہتی ہوں اسی طرح سے تم بھی دوسروں کے غلام ہی ہو کر رہنا۔

(۵۸) صفائی کا رکھنا

(۱) انّ اللہ یحب التوّابین ویحب المتطہرین۔ بیشک اللہ (اپنی طرف) رجوع کرنے والوں کو اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (۲ آیۃ ۲۲۳)

(۲) وثیابک فطھر۔ والرجز فاھجر۔ اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی سے دور رہ۔ (۷۴ آیۃ ۴ و ۵)

عمل اہل یورپ

صفائی پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر صاف اور ستھرے کپڑے پہنتے ہیں نہ صرف اپنی بلکہ اپنے بچوں اور گھروں کی صفائی کا بھی

عمل اہل اسلام

صفائی پر چنداں زور نہیں دیا جاتا چنانچہ اکثر مرد ہی گندے رہتے تھے تو پھر عورتوں اور بچوں کا کیا پوچھنا۔ گھروں میں بھی چنداں

عمل اہل یورپ

بہت خیال رکھتے ہیں اور میلے پن سے نفرت کرتے ہیں۔ بازاروں۔ محلوں۔ گلیوں اور پارکوں کو اتنا صاف رکھتے ہیں کہ کوڑے کرکٹ اور غلاظت کا کہیں نام و نشان نہیں ہوتا۔ ایسی جگہوں میں تھوکنے کی بھی سخت ممانعت ہے۔ کیونکہ اس سے بیماری پھیلتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی صحت اچھی رہتی ہے اور ان میں اموات کی تعداد بلحاظ ان کی آبادی کے بہت کم ہوتی ہے

عمل اہل اسلام

صفائی نہیں ہوتی یہی حال بازاروں۔ محلوں گلیوں اور پارکوں کا ہے۔ چنانچہ صفائی نہ رکھنے کی وجہ سے اکثر لوگوں کی صحت اچھی نہیں رہتی اور اموات کی تعداد بھی بہ تناسب ان کی آبادی کے زیادہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اکثر مردوں کی ذہنیت اتنی گندی ہے کہ جو عورت صاف ستھری ہو کر عمدہ لباس میں کھلے چہرے باہر جاوے اسے فاحشہ عورت سے تشبیہ دیتے ہیں اس کا باعث یہ ہے کہ چہرہ ڈھانکنا شرافت کا نشان سمجھ رکھا ہے اسی وجہ سے اکثر مردوں کو اتنی ہمت نہیں پڑتی کہ اپنی بیویوں کو اپنے ہمراہ بھی کھلے چہرے باہر لا سکیں۔

(۵۹) کفایت شعاری کرنا

وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔ اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔ کیونکہ وہ فضول خرچی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ (۷ آیۃ ۳۱)

(۲) ولا تبذر تبذیرا۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین۔ اور بیجا خرچ کرکے (مال کو) ضایع نہ کر بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ (۱۷ آیۃ ۲۶ و ۲۷)

عمل اہل یورپ

اکثر کفایت شعاری سے کام لیتے ہیں اور اپنی آمدنی کے لحاظ سے خرچ کرتے ہیں اور اتنی احتیاط کرتے ہیں کہ آمدنی سے خرچ بڑھنے نہ

عمل اہل اسلام

اکثر کفایت شعاری سے کوئی کام نہیں لیتے اخراجات کو اپنی آمدنی سے بڑھا کر ہی رکھتے ہیں اور بیہودہ رسموں پر فضول خرچی کرتے ہیں۔

عمل اہل یورپ

پائے اگر فضول خرچی بھی کرتے ہیں تو اپنا روپیہ اپنی قوم کے اندر ہی رکھتے ہیں دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اگر ایک بگڑتا ہے تو دس بن جاتے ہیں جس سے قوم پر مفلسی کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

عمل اہل اسلام

اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ بیجا خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ پھر قرض دار ہونے پر غیر مسلموں سے قرض لیتے ہیں اور اپنی جائیدادوں کو تباہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اب مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ سرکاری معاملہ تو کم دیتے ہیں مگر غیر مسلموں کو سود زیادہ دیتے ہیں یہی سبب ہے کہ غیر مسلم دن بدن دولت مند ہو رہے ہیں اور مسلمان مفلس۔ اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ جس قوم کا روپیہ دوسری قوم کے پاس چلا جائیگا۔ وہ تو ہمیشہ غریب ہی رہے گی۔

(۶۰) بینکوں کا جاری کرنا

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اھلھا۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو ادا کرو (۴ آیۃ ۵۸)

عمل اہل یورپ

ہر شہر میں کئی قسم کے بینک جاری کئے گئے ہیں جس جگہ لوگ اپنے مالوں کو بطور امانت رکھ دیتے ہیں اور پھر واپس بھی لے لیتے ہیں کسی قسم کی کوئی خیانت نہیں کی جاتی۔ بینک اسی واسطے کھول رکھے ہیں تاکہ روپیہ حفاظت سے جمع رہے اور کسی اڑے وقت پر کام دے سکے۔ بلاشبہ بینک میں روپیہ جمع کرنے سے ایک تو انسان فضول خرچی سے بچا رہتا ہے

عمل اہل اسلام

افسوس بینکوں کے قائم کرنے میں بھی کوئی ترقی نہ کر سکے حالانکہ مذکورہ بالا آیت سے بینکوں کا جاری کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ مگر موجودہ وقت میں جب ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے پاس روپیہ امانت رکھنے کی ہمت ہی نہ پڑے تو ایسی حالت میں بینک کیا کھول لیں۔ اکثر مسلمان بینک کا سود نہیں لیتے بینک والے اس سود کو عیسائی سکولوں کو [illegible]

عمل اہل یورپ

اور دوئم اسے کفایت شعاری کرنے کی عادت
ہو جاتی ہے اور سوئم اسے کچھ منافع بھی مل جاتا ہے
غرضیکہ بینک کھولنے والے اور ان میں روپیہ
جمع کرنے والے دونوں ہی فائدہ اٹھاتے
ہیں اور غیر ممالک میں بینکوں کے ذریعے تجارت
کرتے ہیں اور مسافروں کو بھی بینک میں روپیہ
جمع کرانے اور چیکوں کے ذریعے لینے سے بہت
آرام رہتا ہے۔

عمل اہل اسلام

مسلمان اسے تو گوارا کر لیتے ہیں۔ مگر ایسا سود
لے کر اپنے غریب بھائیوں کو یا کسی دوسرے کار
خیر میں دینا جائز نہیں سمجھتے گویا عیسائی تو فائدہ
اٹھائیں مگر مسلمان نہ اٹھائیں۔ کسی نے کیا خوب
کہا ہے:۔
"نہ خود خورم نہ کس دہم گندہ کنم بسگ دہم"

(۶۱) زاد راہ لیکر سفر کرنا

وتزودوا اور زاد راہ لے لیا کرو۔ (۲ آیت ۱۹۷)

عمل اہل یورپ

جب کبھی سفر کرتے ہیں تو سب سے پہلے کھانے
پینے کا انتظام کرتے ہیں۔ بلکہ ٹکٹ بھی وہ لیتے
ہیں جس کے ساتھ کھانا ملے۔ علاوہ اس کی ہوٹل
کے منیجر کو پہلے سے ہی اطلاع دے دیتے ہیں کہ
فلاں وقت اتنے شخصوں کے لئے کھانا تیار کیا
جائے تاکہ جہاز یا ریل سے اتر کر بھی کھانے کی تکلیف نہ ہو۔

عمل اہل اسلام

بعض مسلمان بغیر کھانے پینے کا انتظام کئے
ہی سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں گویا اللہ کے
توکل پر رہ کر زاد راہ نہیں لیتے۔ بعض حاجی
بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ قرآن مجید کی
تعلیم کے خلاف ہے۔ کھانا کھانے کے بغیر تو
انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ سفر میں زاد راہ نہ
لینے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کو دوسرے
لوگوں سے مانگ کر کھانا پڑتا ہے جس سے خودداری مٹ جاتی ہے۔

(۶۲) قول[1] اور فعل کا برابر ہونا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ سخت بیزاری کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ (۶۱ آیۃ ۲ و ۳)

عمل اہل یورپ

اکثر اپنے قول اور فعل کو برابر رکھتے ہیں یہ بھی ایک سبب ہے کہ وہ ترقی کر رہے ہیں۔

عمل اہل اسلام

اکثر اپنے قول اور فعل کو برابر نہیں رکھتے تنزل کی یہ بھی ایک وجہ ہے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے بعض مسلمان کہتے ہیں کہ عورتوں کے چہرے اور ہاتھ کا پردہ نہیں ہے۔ مگر پھر بھی انہیں اپنی بیویوں کو اپنے ہمراہ بھی کھلے چہرے باہر لانے کی ہمت نہیں پڑتی جو کہ مومن کی شان کے خلاف ہے اس آیۃ کو ملاحظہ کیجئے۔ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ (۵ آیۃ ۵۴)

(۶۳) شرک نہ کرنا

(۱) قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ کہ اے اہل کتاب اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ کہ ہم اللہ کے سوائے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوائے رب بنائے اور اگر وہ پھر جائیں تو تم کہو گواہ رہو کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ (۳ آیۃ ۶۳)

(۲) اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ انہوں (یہود و نصاریٰ) نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے سوائے رب بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم

---

[1] اخلاقی تعلیم کے مقابلہ سے ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ مسلمانوں میں ایسے اوصاف پائے نہیں جاتے بلا شبہ ایسے موقعوں پر

(بقیہ صفحہ آئندہ)

عمل اہل یورپ

اللہ کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰؑ کو اور ان کی والدہ
ماجدہ کو اپنا رب بنالیا ان کے علاوہ اور
کسی سے کوئی سروکار نہیں رکھتے عیسائیوں
کا شرک کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ان
کی مقدس بائبل میں خدا کی پوری صفات بیان
کر کے شرک کی تردید نہیں کی گئی اور نہ توحید پر
چنداں زور دیا گیا ہے۔

عمل اہل اسلام

مسلمانوں کا شرک کرنا ایک نہایت تعجب کی
بات ہے۔ کیونکہ قرآن پاک نے خدا کی پوری
صفتیں بیان کر کے شرک کی خوب تردید کی ہے
اور توحید پر بہت زور دیا ہے۔ مگر ایسی تعلیم کی
موجودگی میں بھی آج کل اکثر مسلمانوں نے
اللہ کو چھوڑ کر اپنے سیکڑوں پیروں پیشواؤں
مولویوں اور اولیاؤں کو اپنا رب بنالیا۔
اور اکثر زیارتوں پر جا کر سجدہ کر لیا یہی وجہ
ہے کہ ابن سعود شاہ عرب کو تمام قبے گرانے پڑے مگر مسلمان پھر بھی شرک کرنے سے باز نہ آئے
مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اب ایسے مسلمانوں کا عیسائیوں کو مشرک ہونے کا طعنہ دینا کچھ زیب نہیں دیتا کیونکہ انھوں نے تو دو
انسانوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا اور ہم نے بہت سے پیروں اور اولیاؤں کو ٹھہرا رکھا ہے۔ دراصل

نوٹ: صرف اکثریت اور اقلیت کا مقابلہ کیا گیا ہے اگر اہل یورپ اخلاق میں گر جائیں تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ حضرت
عیسیٰؑ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ میں اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں، مگر رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد موجود ہے۔

عمل اہل اسلام ۔ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو رب بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو چھوڑ کر اپنے مولویوں ۔ اماموں اور پیروں کے حکم کو ماننا مثلاً اللہ اور اس کے رسول کا یہ حکم ہے کہ عورتیں کھلے چہرے باہر جائیں مگر پیروں ۔ اماموں اور مولویوں نے یہ کہدیا کہ باہر چہرہ ڈھانک کر رکھیں اب اللہ اور اس کے رسول کا حکم چھوڑا جاتا ہے اور اپنے پیشواؤں کے حکم پر عمل کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ نے بھی یہی تشریح کی ہے ۔ جب عدی بن حاتم نے مذکورہ بالا آیت کے نزول پر رسول اللہ صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ احبار اور رہبان کی عبادت تو نہ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کیا ایسا نہیں کہ جو اللہ نے حلال کیا ہے اسے وہ حرام کہہ دیتے تو لوگ بھی اُسے حرام سمجھ لیتے اور جو اللہ نے حرام کیا ہے اُسے حلال کہہ دیتے تو لوگ بھی اُسے حلال سمجھ لیتے ۔

(۶۴) سچی گواہی دینا

(۱) ولا تکتموا الشھادۃ ط ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ ط واللہ بما تعملون علیم ۔ اور گواہی کو مت چھپاؤ ۔ اور جو شخص اسے چھپاتا ہے تو اس کا دل ضرور گنہگار ہوتا ہے ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے ۔ (۲ آیۃ ۲۸۳)

(۲) یاایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے لئے کھڑے ہونے والے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ ۔ (۵ آیۃ ۸)

عمل اہل یورپ

اکثر حتی الوسع سچی گواہی دیتے ہیں اور کسی کی رو رعایت نہیں کرتے ۔

عمل اہل اسلام

آج کل کثرت سے جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں اور چار چار آنہ وصول کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ کئی ججوں نے اپنے فیصلوں میں یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت میں انصاف کرنا بہت مشکل ہے ۔

(۶۵) سچ بولنا

۱- واجتنبوا قول الزور - اور جھوٹ بات سے بچو - (۲۲ آیۃ ۳۰)

۲- یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم - اے لوگو جو ایمان لائے ہو - اللہ کا تقویٰ کرو اور سچی بات کہو - وہ تمہارے لئے تمہارے عملوں کی اصلاح کر دے گا - اور تمہارے گناہ تمہیں بخش دیگا - (۳۳ آیۃ ۷۰ و ۷۱)

عمل اہل یورپ

اکثر حتی الوسع سچ بولتے ہیں - جھوٹ سے نفرت رکھتے ہیں - چنانچہ تجارت میں بھی ایک ہی بات کرتے ہیں - بلکہ چیزوں پر قیمت بھی لکھ دیتے ہیں - خواہ کوئی شخص لے یا نہ لے یہی وجہ ہے کہ نہ صرف ان کی تجارت میں برکت ہے بلکہ ان کے تمام کام سلجھے ہوئے ہیں - البتہ سیاسی امور میں جھوٹ بولنے کو حکمت عملی سے تعبیر کرتے ہیں - گویا پالیسی سے کام لیتے ہیں - بعض یورپین جھوٹ بھی اس طور پر بولتے ہیں کہ سچ ہی معلوم ہوتا ہے -

عمل اہل اسلام

اکثر جھوٹ بولتے ہیں - سچ سے اتنا سروکار نہیں رکھتے - چنانچہ تجارت میں بھی جھوٹ ہی بولتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ ان کی تجارت میں برکت نہیں - اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے - عن حکیم بن حزام رض قال قال رسول اللہ فان صدقا وبینا بورک لہما فی بیعہما وان کتما وکذبا محقت برکۃ بیعہما - حکیم بن حزام سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر انھوں نے سچ بولا اور صاف گوئی کی تو ان کے لئے ان کی خرید وفروخت میں برکت دی جائیگی - اور اگر انھوں نے چھپایا تو ان کی خرید وفروخت کی برکت مٹا دی جائے گی - (بخاری کتاب البیوع)

(۶۶) وعدہ پورا کرنا

(۱) والموفون بعہدہم اذا عاہدوا - اور اپنے اقرار کو پورا کرنے والے جب وہ اقرار کریں - (۲ آیۃ ۱۷۷)

(۲) واوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا - اور عہد کو پورا کرو کیونکہ ہر عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا - (۱۷ آیۃ ۳۴)

عمل اہل یورپ

اکثر لوگ اپنے وعدوں کا بہت خیال رکھتے ہیں اور حتی الوسع پورا کرتے ہیں گویا زبان کے پکے ہیں - مگر سیاسی وعدوں کو پورا کرنے سے ہمیشہ ہچکچاتے ہیں - چنانچہ گذشتہ جنگ عظیم میں جو وعدے عربوں کے ساتھ کئے گئے تھے وہ اس پر گواہ ہیں گویا اس قول پر عمل کرتے ہیں

عمل اہل اسلام

اکثر اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتے بلکہ ٹالتے ہی رہتے ہیں گویا قابل بھروسا نہیں جو کہ ایک متقی کی شان کے خلاف ہے -

؎ "رموز مملکت خویش خسرواں دانند"

(۱۴) دیانت داری کرنا

(۱) ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل - اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ [illegible]

عمل اہل یورپ

اکثر دیانت داری سے کام لیتے ہیں کبھی کسی مال کو ناجائز طور پر ہڑپ کرنے کی کوشش نہیں کرتے -

عمل اہل اسلام

اکثر دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھا جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے پاس روپیہ امانت رکھنے کی ہمت نہیں پڑتی - بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے پاس رکھتے ہیں - حالانکہ دیانت داری نہ کرنا منافق کا نشان قرار دیا گیا ہے اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے

عن ابی هریرة عن النبی صلعم قال اٰیة المنافق ثلث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھتے ہیں تو خیانت کرتا ہے - (بخاری کتاب الایمان)

(۶۸) انصاف کرنا

(۱) واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ - اور جب تم بات کہو تو انصاف کرو اگرچہ قرابت والا ہو (انعام ۱۵۲)

(۲) واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ط اور جب لوگوں میں فیصلہ کیا کرو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ (۴ آیۃ ۵۸)

عمل اہل یورپ

جہاں تک ہو سکتا ہے اکثر انصاف سے کام لیتے ہیں اور حق بات کا اظہار کرنے سے نہیں ڈرتے اور نہ کسی کی رو رعایت کرتے ہیں

عمل اہل اسلام

اکثر انصاف سے کام نہیں لیتے بلکہ دھڑے بازی لگاتے ہیں اور رشتہ داروں اور دولت مندوں کی رو رعایت کرتے ہیں اور حق بات کا اظہار کرنے سے ڈرتے ہیں۔

(۶۹) ہنسی نہ کرنا

(۱) یاایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ج - اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک قوم (دوسری) قوم پر ہنسی نہ کرے شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں پر ہنسی کریں شاید وہ ان سے بہتر ہوں (حجرات ۱۱)

عمل اہل یورپ

عام طور پر لوگ ایک دوسرے کی ہنسی اور تمسخر نہیں کرتے نہ عورتیں عورتوں کی نہ مرد مردوں کی اور نہ کسی کو ذات اور پیشہ کی وجہ سے حقیر سمجھتے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کو بڑا سمجھ کر عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہی ایک وجہ ہے کہ دنیا میں وہ ترقی پا رہے ہیں حالانکہ اسلام ہی نے کہا کہ لوگوں سے ایسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم

عمل اہل اسلام

عام طور پر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر اور ایک فرقہ دوسرے فرقے پر ہنسی اور تمسخر کرتا ہے اور اکثر ایک دوسرے کو ذات اور پیشہ کی وجہ سے حقارت اور نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ یہی ایک سبب ہے کہ دنیا میں اپنا وقار کھو رہے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ شاید وہ لوگ اللہ کے نزدیک پرہیزگار ہوں اور

عمل اہل یورپ

چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں۔

عمل اہل اسلام

نیکی میں تم سے زیادہ معزز ہوں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ انّ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے پرہیزگار ہے۔ (۴۹ آیت ۱۳)

(۷۰) عیب نہ لگانا

(۱) ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظٰلمون۔ اور اپنے لوگوں کو عیب نہ لگاؤ۔ اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو۔ ایمان کے بعد بُرا نام کیا ہی بُرا ہے۔ اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم ہے۔ (۴۹ آیت ۱۱)

عمل اہل یورپ

اکثر ایک دوسرے کو عیب نہیں لگاتے بلکہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں اور نہ لوگوں کو بُرے ناموں سے پکارتے ہیں۔ اگر کوئی شخص دوسرے کے سامنے کسی کی عیب جوئی کرے تو سننے والا جھٹ کہہ دیتا ہے کہ وہ میرا دوست ہے۔ تو پھر اُسے ہمت نہیں پڑتی کہ اس کی بُرائی بیان کرے۔

عمل اہل اسلام

اکثر اپنے ہی لوگوں میں سو عیب لگاتے ہیں اور ایک دوسرے کو نام دھرتے ہیں اپنے بھائیوں کی بُرائی کو بڑے شوق سے سنتے ہیں اور جو سناتا ہے اس کی بڑی تواضع کرتے ہیں اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ آج یہ شخص دوسرے کے عیبوں کو تمہارے سامنے بیان کرتا ہے تو کل یہی شخص تمہارے عیبوں کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرے گا۔

بلا شبہ اپنے عیبوں کو نہ دیکھنا اور دوسروں کے بیان کرنا غرور کا نشان ہے۔

(۷۱) چغلی نہ کرنا

(۱) یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن انّ بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ۔ اے لوگو جو ایمان

لائے ہو۔ بہت گمان (بد) سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور نہ ایک دوسرے کے بھید ٹٹولو اور نہ ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے بُرا کہو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے۔ کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ (۴۹ آیت ۱۲)

عمل اہل یورپ

اکثر ایک دوسرے کی چغلی نہیں کرتے۔ اور نہ ایک دوسرے کے بھید ٹٹولتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کی چغلی کرے تو سننے والا جھٹ کہہ دیتا ہے کہ میں اسے جانتا ہوں وہ بہت اچھا محنتی اور ذہین آدمی ہے۔ گویا اس کی ایک خوبی بیان کر دیتا ہے۔ خواہ اس میں نیانوے اور بُرائیاں ہوں۔

عمل اہل اسلام

اکثر ایک دوسرے کی چغلی کرتے اور بھید ٹٹولتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کی چغلی اور غیبت کرتا ہے تو نہ صرف سننے والا بڑے شوق کر سنتا ہے بلکہ پھر خود بھی اس کی ہر طرح سے بُرائی بیان کرتا ہے خواہ اس میں نیانوے وجوہ نیکی کے بھی ہوں۔ اُنھیں تو چھوڑ دیں گے مگر اس کی ایک برائی کو دنیا بھر میں مشتہر کر دیں گے۔ بدگمانی تو اکثر مسلمانوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ماں۔ بہن۔ بیوی۔ بیٹی یا بہو کے ساتھ باہر جائے تو پھر بھی بدگمانی سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ یہ ایک گناہ ہے۔ بلاشبہ اکثر مسلمان حسن ظن سے کام لینا نہیں جانتے جو اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی ہریرۃ یاثرعن النبیؐ صلعم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تباغضوا وکونوا اخواناً۔ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ نبیؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کے بھید نہ ٹٹولو اور نہ عیب جوئی کرو اور نہ آپس میں بغض رکھو۔ اور بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (بخاری کتاب النکاح)

(۷۲) رشوت نہ کھانا

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس

بالاثم وانتم تعلمون۔ اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور نہ ان کے ذریعے حاکموں تک پہنچو۔ تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔ (۲ع ۱۸۸)

عمل اہل یورپ

عام طور پر رشوت کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ نہ تو رشوت لیتے ہیں اور نہ دیتے ہیں کیونکہ اسے بھی ایک قسم کی بد دیانتی سمجھا جاتا ہے۔ دراصل رشوت دینے والے کی غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ دوسروں کے حقوق کو پامال کر کے خود فائدہ اٹھائے۔

عمل اہل اسلام

عام طور پر رشوت کو معیوب نہیں سمجھا جاتا چنانچہ اکثر لوگ رشوت لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی ہیں حالانکہ دونوں کی ممانعت کی گئی ہے مگر پھر بھی اسے بطور بالائی آمدنی کے شمار کرتے ہیں مگر کبھی بھی اس بات کو خیال میں نہیں لاتے کہ اس طرح سے وہ دوسروں کے حقوق کو تباہ کر رہے ہیں۔

(۳) مقررہ وقت پر کام کرنا

(۱) انّ الصّلوٰة کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں مقرر کی گئی ہے۔ (۴ع آیتہ ۱۰۳)

عمل اہل یورپ

گرجوں میں داخل ہونا۔ دفتروں میں جانا دوکانوں کو کھولنا۔ کھانا پینا سونا اور سیر و تفریح کرنا غرضیکہ تمام کام مقررہ اوقات پر کئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی سے ملاقات بھی کرنا تو وقت مقرر کر کے بلاشبہ وقت کی قدر بھی یہی لوگ کرتے ہیں۔ اور ان کی یہ مثال بھی سچی ہے کہ وقت ہی دولت ہے دراصل مقررہ

عمل اہل اسلام

عام طور پر وقت مقرر کر کے کوئی کام نہیں کرتے افسوس نہ تو قرآن مجید کی تعلیم سے چنداں فائدہ اٹھایا اور نہ غیر قوموں سے کوئی سبق حاصل کیا اور نہ منشا ہدایت قدرت سے۔ حالانکہ خدا کے بھی تمام کام مقررہ اوقات پر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہر موسم سے ظاہر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے:-

عمل اہل یورپ

اوقات پر کام کرنے کی وجہ سے ہی گھڑی کی ایجاد ہوئی۔ کیونکہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔

عمل اہل اسلام

کل امر مرھون باوقاتہ۔ ہر کام اپنے مقررہ اوقات پر ہوتا ہے۔ ایسی تعلیم کے خلاف عمل کرنا صاف ثابت کرتا ہے کہ مسلمانوں میں کسی قسم کی تنظیم کا نام ونشان نہیں چنانچہ مقررہ اوقات پر نہ تو جلسوں کی کارروائی شروع ہوتی ہے اور نہ لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

(۴۷) وزیٹنگ کارڈ کے ذریعہ ملاقات کرنا

(۱) اِنّ الّذین ینادونک من وّرآءِ الحُجرٰتِ اکثرھم لا یعقلون۔ ولو انّھم صبروا حتّٰی تخرج الیھم لکان خیرًا لھم۔ وہ لوگ جو تجھے حجروں کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکل آتا تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ (الحجرات)

عمل اہل یورپ

عام طور پر ایک دوسرے سے ملاقات بذریعہ ملاقاتی کارڈ کے کی جاتی ہے۔ کوئی کسی کو اونچی آواز سے نہیں پکارتا جب ملاقاتی کارڈ اندر بھجوایا جاتا ہے تو ملاقات کرنے والا صبر سے انتظار کرتا ہے اس کے بعد صاحب خانہ ملاقات کے لئے آجاتا ہے یا اسے اندر بلا لیتا ہے۔ اگر کسی لیڈی کو کسی وجہ سے اپنے احباب اور ملاقاتیوں سے ملاقات کرنا منظور نہ ہو تو وہ اپنے گھر کے دروازے پر (نا ٹ ایٹ ہوم) کا چھوٹا سا بورڈ لگا دیتی ہے جس سے سمجھا جاتا کہ

عمل اہل اسلام

بذریعہ وزیٹنگ کارڈ کے ملاقات کرنا جانتے ہی نہیں پکار پکار اور کھٹ کھٹ کرکے اپنی اطلاع دیتے ہیں جسے کم عقلی کا نشان قرار دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلعم نے بھی اسے ناگوار سمجھا چنانچہ اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔

عن جابرؓ رضی اللہ عنہ یقول اتیت النبی صلعم فی دَین کان علیٰ ابی فدققت الباب فقال من ذا فقلتُ انا فقال انا انا کانّہ کرھھا۔ جابر سے روایت ہے میں نبی صلعم کی خدمت میں ایک قرضہ کے متعلق حاضر ہوا جو

عمل اہل یورپ

کہ اس وقت میم صاحبہ کسی کام میں مشغول ہونے
یا کسی اور وجہ سے ملاقات کرنا نہیں چاہتیں بلا
تشبیہ نہ ملنے کا یہ بھی ایک نہایت مہذبانہ طریقہ
ہے۔

عمل اہل اسلام

میرے باپ پر تھا تو میں نے دروازہ کھٹکھٹایا
آپ نے فرمایا کون ہے۔ میں نے کہا میں ہوں
فرمایا میں ہوں میں ہوں گویا اسے ناپسند فرمایا
(بخاری کتاب الاستئذان) دراصل مسلمان

کسی کام کو ترقی دینا جانتے ہی نہیں اس کا باعث یہ ہے کہ اللہ کی آیات پر غور نہیں کرتے جو کہ مومن کی
شان کے خلاف ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۔ اور وہ کہ جب انھیں ان کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو
ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ (۲۵ آیۃ ۷۳)

(۷۵) حسد نہ کرنا

(۱) قل اعوذ برب الفلق۔ من شر ما خلق ...... ومن شر حاسد اذا حسد۔ کہو میں صبح
کے رب کی پناہ مانگتا ہوں ہر چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ...... اور حسد کرنے والے کی شر سے جب
وہ حسد کرے۔ (۱۱۳ آیۃ ۱ و ۲ و ۵)

عمل اہل یورپ

اکثر کسی سے حسد۔ دشمنی اور بخل نہیں کرتے
اور نہ کسی کی ترقی میں کبھی روڑے اٹکاتے
ہیں۔ بلکہ ایک بھائی کی ترقی کو دیکھ کر خوش
ہوتے ہیں اپنا کماتے کھاتے ہیں اور چین
سے زندگی گذارتے ہیں حتی الوسع اپنے
گرے ہوئے بھائیوں کی امداد اور خیر خواہی
کرتے ہیں تا کہ وہ بھی ترقی کرنے کے قابل ہو سکیں۔

عمل اہل اسلام

اکثر اپنے بھائی کی ترقی کو دیکھ کر نہ صرف حسد۔
دشمنی۔ بخل اور بدخواہی سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ اکثر
لڑائی جھگڑے یا جھوٹے مقدمات میں پھنسا
دیتے ہیں یا گھر کی چوری کرا دیتے ہیں۔ غرضیکہ
ہر وقت اس کے تنزل کے درپے رہتے ہیں
اور بدخواہی کرنے سے باز نہیں آتے۔ اگر یہی
اصحاب حسد کی بجائے رشک سے کام لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا

(۷۶) کم نہ تولنا

اوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءھم۔ سو ناپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو (۷ آیۃ ۸۵)

۱۔ واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلک خیر واحسن تاویلا۔ اور جب تم ناپو تو ناپ کو پورا کرو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور انجام کار بہت خوبی کی بات ہے۔ (۱۷ آیۃ ۳۵)

عمل اہل یورپ

قسم قسم کی ایسی ترازو ایجاد کی گئی ہیں جن کے ذریعے کسی کو کم تولنے کا موقع نہیں ملتا اور نہ کسی کو کم و بیش باٹ رکھنے کی جرأت ہوتی ہے اور کئی طرح کی ایسی مشینیں تیار کی گئی ہیں جن کے ذریعے بھاری سے بھاری وزن بھی جلد تولا جاتا ہے جیسا کہ محکمہ ریل میں ہو رہا ہے اور بھاری وزنوں کو اٹھانے کے لئے بھی کلیں ایجاد کی گئی ہیں جن سے جہازوں میں بہت کام لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عورتوں کے مساوی حقوق میں بھی ہرگز کمی نہیں کرتے جس ناپ سے انہیں حقوق دیتے ہیں اسی ناپ سے خود لیتے ہیں گویا عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

عمل اہل اسلام

ابھی تک ایسی ترازوؤں سے ہی تولا جاتا ہے جن کے ذریعے لوگوں کو ڈنڈی مارنے اور پاسنگ رکھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ افسوس اس قسم کی کوئی مشین ایجاد نہ کر سکے جس کے ذریعے بھاری سے بھاری وزن بھی آسانی سے تولا جا سکتا علاوہ ازیں ناپ تول کر دینے کے یہ معنی بھی ہیں کہ تمام حقوق اور معاملات میں عدل اور انصاف کو قایم رکھیں مگر افسوس اکثر مسلمان مردوں نے اتنی ضد اور ہٹ دھرمی پر کمر باندھ رکھی ہے کہ جن حکموں میں اللہ اور اس کے رسول نے مساوات دی ہے ان میں بھی مسلم خواتین کو مساوی حقوق کے دینے کا نام نہیں لیتے گویا ایسے حکموں کے ماتحت بھی مردوں نے اپنے حقوق لینے کے لئے باٹ اور رکھے ہیں اور مسلم خواتین حقوق دینے کے لئے باٹ اور رکھے ہیں جو کہ صریحاً ظلم اور بے انصافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذیل کی آیت

(بقیہ عمل اہل اسلام) ایسے مسلمانوں نے کبھی بھی مطالعہ نہیں کی اگر اس کو پڑھ کر عمل کرتے تو پھر ہرگز ایسا ظلم اور بے انصافی روا نہ رکھتے۔ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ۔ (حقوق میں) کمی کرنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ جو جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا کر لیتے ہیں۔ اور جب انھیں ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔ (۸۳ / ۱تا۴)
غور کیجئے کہ یہ پیش گوئی مسلمانوں کے حق میں کس صفائی سے پوری ہو رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنی عورتوں کو کئی صدیوں سے حقوقِ مساوات سے محروم کر رکھا ہے اور اب خوشی سے دینا بھی نہیں چاہتے در حقیقت مسلمانوں کے زوال کی ایک وجہ یہ بھی ہے جب کبھی اہل یورپ دوسرے ملکوں کے لوگوں کو ایسے حقوق دیتے ہیں جو کہ یورپین حقوق کے برابر نہیں ہوتے تو پھر اہل اسلام کو بہت غصہ آتا ہے مگر جب خود اپنی عورتوں کو مساوی احکام کے ماتحت بھی مساوی حقوق نہیں دیتے تو پھر کوئی غصہ نہیں آتا۔ خود تو مساوی حقوق نہ دینا اور دوسروں سے ایسی توقع رکھنا کوئی عقلمندی نہیں۔

(۷۷) مردوں اور عورتوں کے حقوق میں مساوات

(۱) وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اور ان (عورتوں) کے لئے پسندیدہ طور پر (حقوق) ہیں جیسے ان پر (حقوق) ہیں۔ (۲ آیۃ ۲۲۸)

(۲) اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور صدق دکھانے والے مرد اور صدق دکھانے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور اپنی

شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے اُن کے لئے مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔ (۳۳ آیۃ ۳۵)

عمل اہل یورپ

عام طور پر مردوں نے اپنی عورتوں کو علمی۔ ملکی۔ مذہبی۔ اخلاقی اور قومی مساوات دے رکھی ہے اور اکثر باتوں میں مردوں اور عورتوں کے حقوق مساوی ہیں۔

عمل اہل اسلام

عام طور پر مرد اپنی عورتوں کے مساوی حقوق کے نام سے ہی ناآشنا ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مساوات قومی ترقی کا پہلا زینہ ہے۔ بلاشبہ مرد اور عورت ہوائی جہاز کے دو پروں کی طرح ہیں جس جہاز کے دونو پر برابر نہ ہوں یا دونوں برابر کام نہ کریں وہ جہاز کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا بھلا جس قوم کی عورتیں قید کی حالت میں رہ کر علمی۔ مذہبی ملکی اور قومی کاموں میں کوئی حصہ نہ لے سکیں وہ قوم کیونکر خطرناک بیماریوں میں مبتلا نہ ہو۔ یقیناً ایسی قوم پر مہلک فالج گرا ہوا ہے جس کا بہترین حصہ یعنی عورتیں بے کار ہو چکی ہیں۔ حالانکہ رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع کے آخری مشہور خطبہ میں فرمایا پھر اے لوگو تمہارے تمہاری بیویوں پر حقوق ہیں۔ اور تمہاری بیویوں کے تم پر حقوق ہیں۔ مسلم۔ بخاری۔ مفصل بحث کے لئے خاکسار کی کتاب اسلامی مساوات ملاحظہ کیجئے۔

(۴۸) نظریں نیچی رکھنا

(۱) قُل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم۔ مومنوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ (۲۴ آیۃ ۳۰)

(۲) قل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن۔ اور مومن عورتوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ (۲۴ آیۃ ۳۱)

عمل اہل یورپ

مرد اور عورت دونوں مساوی طور پر کھلے چہرے

عمل اہل اسلام

مرد خود تو کھلے چہرے باہر جاتے ہیں مگر اکثر اپنی

عمل اہل یورپ

باہر جاتے ہیں۔ ریل گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں
بازاروں۔ اسٹیشنوں اور پارکوں میں سیر وتفریح
کرتے ہیں۔ کوئی کسی قسم کا گھورنا اور تاکنا نہیں
ہوتا اور نہ کوئی کسی پر آوازے کستا ہے۔ نہ کوئی
کسی کو بد نظر سے دیکھتا ہے گویا تمام لوگ شریفانہ
طور پر باہر جاتے ہیں۔"

عمل اہل اسلام

عورتوں کے چہروں پر نقاب ڈالتے ہیں
حالانکہ اللہ نے مردوں اور عورتوں کو باہر
جانے کا مساوی حکم دیا ہے۔ جب مرد کھلے
چہرے باہر جاتے ہیں تو کیا وجہ ہو کہ عورتیں
نہ جائیں۔ ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ
اگر عورتوں کو چہرے ڈھانک کر باہر جانا تھا
تو پھر خدا نے یکساں حکم کیوں دیا۔ اس حکم کی

مساوات تو باطل نہیں کی گئی۔ جیسا کہ اس حکم سے ثابت ہوتا ہے۔ ولا یبدین زینتھن الا ما ظہر
منہا۔ اور اپنی زینت کو نہ دکھائیں سوائے اس کے جو کھلی ہے۔ (۲۴ آیۃ ۳۱) اگر عورت کو باہر کچھ نہیں
دکھانا تھا تو پھر اتنا ہی حکم کافی تھا۔ "اپنی زینت کو نہ دکھائیں" اور ان الفاظ "سوائے اس کے جو کھلی
ہے"، کے کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کچھ دکھانے کے لئے مستثنیٰ کر دینا ہی ثابت کرتا ہے کہ پہلے
دو حکموں کی مساوات باطل نہیں ہوئی۔ گویا عورت بھی کھلے چہرے باہر جائے۔ جیسا کہ اس حدیث
سے ثابت ہوتا ہے۔ ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی النبی وعلیھا ثیاب رقاق فاعرض عنھا
وقال یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لم یصلح ان یری منھا الا ھذا وھذا واشار الی وجھہ
وکفہ صلعم۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ صلعم کے پاس آئیں۔ ان کے کپڑے
باریک تھے۔ آپ نے ان سے رخ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت کو ایام ماہواری آنے لگیں
یعنی بالغ ہو جائے تو پھر مناسب نہیں کہ اس کے بدن سے کچھ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے
اور اشارہ اپنے چہرے اور ہاتھ کی طرف کیا۔ (ابی داؤد کتاب اللباس) بلا شبہ چہرے کو ڈھانک کر نظریں
نیچی رکھنا ایک تو بے معنی بات ہے دوسرے نظریں نیچی رکھنے کی مساوات باطل ہو جاتی ہے مگر یہ نکتہ حامیان
رسمی پردہ کی سمجھ سے بالاتر ہے (مفصل بحث کے لئے خاکسار کی کتاب اسلامی پردہ ملاحظہ کیجئے)

(۷۹) آواز نرم اور نیچی رکھنا

(۱) وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط اپنی آواز کو نیچا رکھ ۔ (۳۱ آیۃ ۱۹)

(۲) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی آواز کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو (۴۹ آیۃ ۲)

(۳) فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ۔ سو اُس سے نرمی سے کہو شاید وہ نصیحت پکڑے (۲۰ آیۃ ۴۴)

عمل اہل یورپ

لندن اتنا بڑا شہر مگر شور و غل ندارد گویا کہ شہر خاموشاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر لوگ نیچی آواز اور نرمی سے گفتگو کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک اچھے اخلاق کا نشان ہے۔ چنانچہ اپنے افسروں کے سامنے بھی آوازیں نیچی رکھتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

چھوٹے چھوٹے شہروں میں بھی اتنا شور و غل کہ اللہ کی پناہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ اونچی آواز سے گفتگو کرتے ہیں جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لڑائی جھگڑا ہو رہا ہے۔ درحقیقت یہ ایک بُرے اخلاق کا نشان ہے۔

(۸۰) نکاح کی غرض سے دیکھنا

(۱) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ اور اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں (۴ آیۃ ۳)

(۲) وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۔ اور وہ تم سے مضبوط عہد لے چکی ہیں (۴ آیت ۲۱)

عمل اہل یورپ

عام طور پر مرد اور عورت ایک دوسرے کو دیکھ کر اور تبادلۂ خیالات کرکے شادی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگوں کی زندگی خوش گوار گذرتی ہے اور اُن کے ہاں بچے بھی ذہین پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل کورٹ شپ کے معنی یہی ہیں کہ نکاح کی غرض

عمل اہل اسلام

عام طور پر ایک دوسرے کو دیکھے بغیر شادی کرتے ہیں زندگی بھر کا ساتھی بنانا اور وہ بھی بغیر دیکھے یہی وجہ ہے کہ بچے ذہین پیدا نہیں ہوتے اور زندگی بھی خوش گوار نہیں گذرتی۔ بھلا جب دل ہی نہ ملے ہوں تو زندگی خاک گذرے ایسے [illegible]

عمل اہل یورپ

سے ایک دوسرے کو دیکھنا اور تبادلۂ خیالات
کرنا اور ایک دوسرے کی عقل اور طبیعت عادت
اور اخلاق کا اندازہ لگانا تاکہ زندگی بھر کا ساتھی
اچھا ملے۔ علاوہ ازیں سن بلوغ کو پہنچ کر جب
نکاح کی علت غائی معلوم ہو جاتی ہے تب شادی
کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اُن کے یہاں بچے مضبوط
پیدا ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں ذات پات
کا کوئی جھگڑا نہیں جس سے دل مل جائے اس
سے شادی کر لیتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

کہ اپنی ہونے والی بیوی کو بھی خود پسند نہیں کر سکتے۔
خدا معلوم بیوی کو بذریعہ ایجنٹ یعنی نمائندہ کے
پسند کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ بیوی کسی کی بننے
والی اور پسند کرنے والے دوسرے۔ اور لطف یہ کہ
کہ عام طور پر ایجنٹ بھی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ بھلا
عورت کو عورت کیا پسند کرے وہاں تو پسند کرنے
والی آنکھیں ہی نہیں مگر یہ نکتہ حامیان رسمی پردہ
کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ لڑکی کا فوٹو دکھا دینا جائز
مگر لڑکی دکھانا ناجائز۔ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے
کہ فوٹو گرافر تو لڑکی کو دیکھے گا۔ اگر نکاح کرنے
والے نے دیکھ لیا تو کیا گناہ ہو گیا۔ اکثر احباب یہ کہتے ہیں کہ لڑکا دور سے لڑکی کو ایک نظر دیکھ لے۔
بھلا اس سے کیا معلوم ہو کہ لڑکی کیسی ہے آیا گونگی کانی یا لنگڑی اسی طرح سے لڑکی کو بھی کیا
معلوم ہو کہ لڑکا کیسا ہے۔ آخر کیوں نہ نزدیک ہو کر ایک دوسرے کو دیکھیں اور تبادلہ خیالات کریں اور
بعد ازاں شادی کریں جیسا کہ ذیل کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عن المغیرۃ بن شعبۃ قال
خطبت امرأۃ فقال لی رسول اللہ صلعم ھل نظرت الیھا قلت لا قال فانظر الیھا
فانہ احدیٰ ان یودم بینکما۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے ایک عورت سے بیاہ کرنے کا
ارادہ کیا رسول اللہؐ نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھ لیا ہے میں نے کہا نہیں۔ آپ نے
فرمایا اسے دیکھ لے کیونکہ دیکھنا بہت اچھا ہے۔ اس سے تم دونوں میں محبت ہو جائے گی۔
(ترمذی و نسائی) عن جابر بن قال قال رسول اللہ صلعم اذا خطب احدکم المرأۃ فان
استطاع ان ینظر الی ما یدعوہ الی نکاحھا فلیفعل۔ جابر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

(بقیہ عمل اہل اسلام) نے جب کوئی تم میں سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو جہاں تک ہو سکے اُسے دیکھے تاکہ اس سے نکاح کرنے کی رغبت ہو۔ سو دیکھ لے (ابو داؤد)

عن معقل بن یسارؓ قال قال رسول اللہ صلعم تزوّجوا الودود۔ روایت ہے معقل بن یسار سے کہ کہا اس نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے نکاح کرو محبت کرنے والی سے (ابو داؤد)

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلعم لم تر للمتحابّین مثل النکاح۔ روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے دو محبت کرنے والوں کے لئے نکاح سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہ دیکھی۔

افسوس ایسی تعلیم کی موجودگی میں بھی اکثر مسلمانوں کو دیکھ کر اور تبادلہ خیالات کر کے نکاح کرنے کا فلسفہ ہی آج تک معلوم نہ ہو سکا۔ اور معلوم بھی کیوں کر ہوتا جب کہ قرآنی تعلیم پر غور کرنا ہی نہ ٹھیرا۔

بلاشبہ قرآن پاک کے ان الفاظ "ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمھیں پسند ہوں" سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑے ہو کر نکاح کریں۔ کیونکہ پسند کرنا اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب نکاح کرنے والے نکاح کی غرض کو سمجھیں۔ بھلا جو لڑکے اور لڑکیاں نکاح کی غرض و غایت کو ہی نہیں سمجھتے وہ ایک دوسرے کو پسند کیا کریں۔ لہٰذا ان کا نکاح ایک عبث فعل ہے۔ اس لئے صغر سنی کی شادی قطعاً قرآن مجید کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں جن ملکوں میں صغر سنی کا رواج ہے وہیں بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ جو جنگوں میں حصہ لینے کے قابل نہیں ہوتے۔ اور نہ وہ علم میں کوئی ترقی کر سکتے ہیں۔ یہاں راچہ بیاں۔ نکاح کے متعلق اکثر مسلمانوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ سوائے اپنے کنبے اور خاندان کے دوسری جگہ شادی نہ کی جائے۔ حالانکہ اس میں بہت سی خرابیاں پڑی ہوئی ہیں چنانچہ ایک بڑی قباحت تو یہ ہے کہ دوسرے خاندانوں میں تبادلہ نکاح نہ ہونے کی وجہ سے خاندان کا خون ہی بگڑ جاتا ہے اور خیالات میں بھی کوئی وسعت نہیں آتی اسی واسطے اللہ نے حکم دیا "ایسی عورتوں سے نکاح کرلو جو تمھیں پسند ہوں"۔ گویا ذات پات کی قید کو توڑ دیا اور رسول اللہ صلعم نے بھی اسی غرض سے اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینبؓ کا نکاح اپنے غلام زید سے کرایا تھا۔

(۸۱) نکاح کی رضامندی

(۱) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی میعاد کو پہنچ جائیں تو انھیں اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے جوڑوں سے نکاح کر لیں جب آپس میں پسندیدہ طور پر راضی ہو جائیں (۲/۲۳۲)

(۲) وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ ۔ اور اس کے لئے تم پر کوئی گناہ نہیں جو تم اشارۃً عورتوں کو پیغام نکاح دو (۲ آیۃ ۲۳۵)

عمل اہل یورپ

عام طور پر جس طرح سے مرد جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح سے عورتیں بھی جن مردوں سے نکاح کرنا چاہتی ہیں کسی نہ کسی مناسب طریقہ سے اپنی مرضی کا اظہار کر دیتی ہیں۔ گویا مرد اور عورت اپنی مرضی سے جس کے ساتھ چاہیں بشرطیکہ نکاح جائز ہو شادی کر سکتے ہیں البتہ والدین کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے یعنی انتخاب (سلیکشن) تو نکاح کا بالغ لڑکا اور بالغ لڑکی خود کریں۔ اور منظوری یعنی اپروول والدین کی ہو۔

عمل اہل اسلام

عام طور پر مرد ہی بذریعہ ایجنٹوں یعنی نمائندوں کے عورتوں سے نکاح کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ مگر عورتوں کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ گویا مساوات کو باطل کرتے ہیں، حالانکہ عورتوں کا بھی اپنے آپ کو نکاح کی غرض سے ایسے مردوں کے سامنے جن کو وہ پسند کریں پیش کرنا ذیل کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهٗ اِبْنَةٌ لَهٗ قَالَ اَنَسٌ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم تَعْرِضُ عَلَیْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ بِیْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَا اَقَلَّ حَیَاءَهَا وَاسَوْاَتَاهُ وَاسَوْاَتَاهُ قَالَ هِیَ خَیْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِی النَّبِیِّ صلعم فَعَرَضَتْ عَلَیْهِ نَفْسَهَا (ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں انس کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی بھی تھی۔ انس نے کہا ایک عورت رسول اللہ

(بقیہ عمل اہل اسلام) کی خدمت میں حاضر ہوئی اپنے آپ کو آں حضرتؐ پر پیش کیا کہا یا رسول اللہ کیا آپ کو مجھ سے نکاح کی ضرورت ہے تو اس کی بیٹی نے کہا یہ کتنی کم شرم والی تھی کتنی بُری بات ہے کتنی بُری بات ہے۔ انسؓ نے کہا وہ تجھ سے اچھی تھی نبی کریم صلعم سے اس کو محبت تھی تو اس نے اپنے آپ کو آں حضرت صلعم پر پیش کیا (بخاری کتاب النکاح) بلاشبہ نکاح تو ایک کنٹریکٹ یعنی عہد ہے جو کہ دونوں کی رضامندی سے ہوتا ہے۔ جب مرد کو اپنی بیوی پسند کرنے کا حق ہے تو اسی طرح سے عورت کو بھی اپنا خاوند پسند کرنے کا حق ہو یہ بات بالکل معقول ہے۔ مگر حامیان رسمی پردہ کی سمجھ میں نہیں بیٹھتی۔ علاوہ ازیں نکاح کی رضامندی کے لئے بالغ لڑکے اور بالغ لڑکی کو کوئی اختیار نہیں دیتے کیونکہ والدین ہی نکاح کا انتخاب کرتے ہیں اور وہی منظور کرتے ہیں۔

(۸۳) نکاح پر اپنا روپیہ خرچ کرنا

(۱) و احل لکم ما وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ اور جو عورتیں (ان کے سوا ہیں وہ تمھارے لئے حلال ہیں۔ (اس طرح) کہ تم اپنے مالوں کے ذریعہ ان کو چاہو نکاح میں لا کر نہ شہوت رانی کو لئے ہوئے (۴ آیۃ ۲۴)

عمل اہل یورپ

عام طور پر اپنے نکاح کے واسطے وہ روپیہ خرچ کرتے ہیں جو کہ اُن کی اپنی ملکیت ہوتا ہے اور خاوند اپنی بیوی کی تمام ضروریات کو خود آسانی سے پوری کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے والدین کا دست نگر نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کی زندگی خوب چین سے گذرتی ہے اور شادی کا لطف اٹھاتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

اکثر اپنی کمائی کا روپیہ اپنے نکاح کے لئے خرچ نہیں کرتے بلکہ والدین کو خرچ کرنا پڑتا ہے اس لئے خاوند اپنی بیوی کی تمام ضروریات کو خود پورا نہیں کرسکتا کیوں کہ وہ اپنے والدین کی مدد کا محتاج ہوتا ہے جس کا ایک نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ میاں بیوی اپنی شادی کا کوئی لطف نہیں اُٹھاتے اور وہ [illegible] کہ لڑکے [illegible] نالائق

(بقیہ عمل اہل اسلام) رہنے کی وجہ سے اس کی بیوی کا خرچ بھی والدین ہی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔
دراصل قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف عمل کرنے کا یہی نتیجہ نکلتا ہے ؎ بقول مولانا حالی مرحوم

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجئے ۔۔۔ تو بہوؤں کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجئے

(۸۳) ایک دوسرے کی مدد کرنا

(۱) وتعاونوا علی البر والتقوٰی ص۔ اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو (۵ آیۃ ۲)

(۲) والمؤمنون والمؤمنٰت بعضهم اولیاءُ بعض یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں (۹/۷۱)

عمل اہل یورپ

مردوں اور عورتوں کے آپس میں باہمی رفاقت دوستی۔ اعانت۔ اور اتحاد کا گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ ملکی۔ مذہبی تعلیمی۔ اخلاقی اور دیگر قومی کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نیکی کی بات کہتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں بھلا ایسے لوگوں پر کیوں نہ اللہ کا فضل ہو۔ چنانچہ ان کی حالت پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

مل جل کر مکھیوں نے بنایا ہے شہد کو
دیکھو تو کیا مٹھاس ہے اس اتفاق میں

عام طور پر ایک دوسرے کی ہمت بڑھاتی ہیں۔

عمل اہل اسلام

اکثر مسلم خواتین کا یہ حال ہے کہ مسلمان مرد کی شکل دیکھتے ہی نہ صرف اپنا چہرہ ڈھانک لیتی ہیں بلکہ اندر چھپ جاتی ہیں اور غیر مردوں کو چہرہ دکھانا تو درکنار ان کے سامنے ہی آنے کا نام نہیں لیتیں۔ گویا رسمی پردہ نے نہ صرف مسلمان مردوں اور عورتوں کی آپس میں باہمی رفاقت۔ دوستی اعانت اور اتحاد کا تعلق ہی قطع کر دیا ہے بلکہ ان میں غیریت اور اجنبیت پیدا کر دی ہے بلا شبہ موجودہ تمدن نے مسلم خواتین کو مردوں سے بالکل الگ کر رکھا ہے ایسے حضرات انصاف سے نہیں

سوچتے کہ اگر مردوں اور عورتوں کو آپس میں اخلاقی تعلیمی۔ مذہبی اور قومی کاموں میں ایک دوسرے

(بقیہ عمل اہل اسلام) کی اعانت اور رفاقت نہیں کرنی تھی تو پھر خدا نے انھیں باہمی رفاقت اور اتحاد کا تاکیدی حکم کیوں دیا یہ حکم تو عام ہے نہ کہ خاص رشتہ داروں کے لئے۔ اب جس قوم کا یہ حال ہو کہ عورتوں کا مسجدوں میں آکر مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا بھی معیوب سمجھے بھلا وہ کیوں کر اللہ کے فضل سے محروم نہ رہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ حقیقتاً دنیا میں کوئی قوم مرد اور عورت کے آپس میں باہمی سلوک۔ امداد اور اتحاد کے بغیر کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتی۔ جب دونوں کے اتحاد بغیر بچّہ نہیں پیدا ہو سکتا تو پھر قومی ترقی کیونکر ہو سکتی ہے۔ عورتوں کے میل جول کے متعلق اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنّا نتّقی الکلام والانبساط الی نسائنا علی عھد النبی صلعم ھیبۃ ان یّنزل فینا شیئٌ فلمّا توفی النّبی صلعم تکلّمنا وانبسطنا۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبیؐ کے عہد میں ہم عورتوں سے زیادہ بات چیت اور میل ملاپ کرنے سے بچتے تھے۔ اس ڈر سے کہ ہمارے متعلق کوئی حکم اترے۔ سو جب نبیؐ کی وفات ہوئی تو ہم نے (عورتوں سے) کھلے طور بات چیت کی اور میل جول کیا (بخاری کتاب النکاح) بلاشبہ تب ہی تو مسلمانوں نے ترقی کی تھی اور جب سے عورتوں سے میل ملاپ چھوڑ دیا تنزل میں گرتے گئے۔

(۴۸) سلام اور مصافحہ کرنا

(۱) واذا حیّیتم بتحیۃٍ فحیّوا باحسن منہا۔ اور جب تم کو کسی دعا کے ساتھ دعا دی جائے تو اس سے بہتر کے ساتھ دعا دو یا اس کو لوٹا دو (۴ آیۃ ۸۶)

(۲) فاذا دخلتم بیوتاً فسلّموا علیٰ انفسکم تحیّۃً مّن عند اللہ مبٰرکۃً طیّبۃً۔ پس جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو دعائے خیر اللہ کی طرف سے برکت دی گئی پاکیزہ ($\frac{24}{61}$)

عمل اہل یورپ	عمل اہل اسلام
عام طور پر مرد عورتوں کو پہلے سلام کرتے ہیں اور وہ بھی تبسم کے ساتھ سلام کا جواب دیتی ہیں	عام طور پر عورتوں کو سلام کرنا ہی معیوب سمجھا جاتا ہے بھلا انبذل (برقع پوش) کو مرد اور وہ خود

عمل اہل یورپ

اور جان پہچان والوں سے مصافحہ بھی کرتی ہیں گھروں میں داخل ہوتے وقت بھی گھر والوں کو سلام کرتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

مردوں کو کیا سلام کریں اکثر دو گھروں میں داخل ہوتے وقت اپنی بیوی کو بھی سلام نہیں کرتے۔ مصافحہ کے نام سے ہی ناآشنا ہیں حالانکہ مصافحہ کرنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عن عطاءِ الخراسانی ان رسول اللہ صلعم قال تصافحوا یذھب الغلّ وتھادوا تحابّوا وتذھب الشحناء۔ عطا خراسانی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مصافحہ کرو کہ دور ہو کینہ اور ہدیہ بھیجو تاکہ آپس میں محبت ہو اور دشمنی دور ہو (مالک) عورتوں کو پہلے سلام کرنے کی یہ حدیث بھی ملاحظہ کیجئے۔ جریر انّ النبیّ صلعم مرّ علی نسوۃ فسلّم علیھن روایت ہے جریرؓ سے کہ نبی صلعم نے گذر کیا عورتوں پر پھر سلام کیا ان کو (ابوداؤد واحمد)

(۸۵) مل کر باہر جانا

(۱) ھنّ لباس لّکم وانتم لباس لّھنّ۔ وہ (عورتیں) تمھارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو (۲ آیۃ ۱۸۷)

(۲) یاایّھا النّبیّ قل لّازواجک وبنٰتک ونسآءِ المومنین یدنین علیھنّ من جلابیبھنّ ذٰلک ادنٰی ان یّعرفن فلا یؤذین ط اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انھیں ایذا نہ دی جائے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۳۳ آیۃ ۵۹)

عمل اہل یورپ

عام طور پر مرد اور عورت ایک ساتھ بطور لباس کے کھلے چہرے باہر جاتے ہیں۔ عورتیں بھی باہر اوورکوٹ پہنتی ہیں۔ دراصل "منہ چھپانا"

عمل اہل اسلام

عام طور پر بیوی کے ساتھ باہر جانے میں شرماتے ہیں۔ مرد تو کچھ فاصلے پر آگے آگے چلتا ہے اور بیوی گھسٹ گھسٹ کر پیچھے پیچھے چلتی ہے۔

عمل اہل یورپ

"کے معنی چادروں جیسی" یعنی اور کوٹ کے بھی
ہو سکتے ہیں کیوں کہ اس سے گردن اور سینہ
ڈھک جاتا ہے۔ چونکہ مرد عام طور پر اپنی بیویوں
کے ہمراہ باہر جاتے ہیں اس لئے اُن کا چال چلن
زیادہ مضبوط رہتا ہے اور آوارہ گردی کا اتنا موقع
نہیں ملتا۔ بلکہ ایک دوسرے کے چال چلن کی حفاظت
کرتی اور بدنظری و بدکاری سے بچاتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

بلاشبہ آج تک مسلمانوں کو اپنی بیویوں کے ہمراہ
ایک ساتھ ہو کر باہر جانا بھی سمجھ میں نہ آیا۔ پھر لطف
یہ ہے کہ اپنی ہمراہی میں بھی اُن کے چہرے ڈھانک
کر رکھتے ہیں تاکہ پہچانی نہ جائیں جو کہ قطعاً کلام
ربانی کے خلاف ہے۔ مذکورہ بالا آیت کے الفاظ
"یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں" پر غور کیجئے
حقیقتاً خاوند بیوی کے تعلق کو لباس سے تشبیہ
دیئے جانے کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ وہ ایک
دوسرے کے عیبوں کو ڈھانکیں اور بطور لباس کے باہر جا کر بھی ایک دوسرے کو بدنظری اور بدکاری
سے بچائیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ بغیر بیوی کے باہر جانا گویا بغیر لباس کے باہر جانا ہے چونکہ
عام طور پر مرد اپنی بیویوں کے ہمراہ باہر نہیں جاتے اس لئے باہر دوسری عورتوں کو دیکھنے۔ تاڑنے
اور اُڑانے کی وجہ سے ان کا کیرکٹر خراب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ باہر ان کے چال چلن کی حفاظت کرنے
والا کوئی نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اپنی بیویوں کو اپنے ہمراہ باہر نہیں لے جاتے تاکہ ان کی ناشائستہ حرکات
کا انھیں کوئی علم نہ ہونے پائے۔ خدا معلوم مسلمان اپنی بیویوں کو باہر کھلے چہرے لانے اور اُن کے ساتھ
چلنے میں عار کیوں کرتے ہیں حالانکہ یہ سنت ہے اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔ عن صفیّۃ زوج النبیّ
صلعم انّہا جاءت رسول اللہ صلعم تزورہ فی اعتکافہ فی المسجد فی العشر الاواخر من
رمضان فتحدثت عندہ ساعۃ ثمّ قامت تنقلب فقام النبیّ صلعم معہا یقلبہا حتی
اذا بلغت باب المسجد عند باب امّ سلمۃ مرّ رجلان من الانصار فسلّما علی رسول اللہ
صلعم فقال لہما النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم علی رسلکما انّما ہی صفیۃ بنت حیی فقالا
سبحان اللہ یا رسول اللہ وکبر علیہما فقال النبیّ صلعم انّ الشیطان یبلغ من

الانسان مبلغ الدّم وانّی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئًا۔ صفیہ رضؓ نبی صلعم کی بیوی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے پاس ملنے کے لئے آئیں۔ جب آپ مسجد میں رمضان کے آخری دس (دنوں) میں اعتکاف میں تھے تو انھوں نے آپ کے پاس تھوڑی دیر باتیں کیں پھر کھڑی ہوئیں تاکہ لوٹ جائیں تو نبی صلعم بھی آپ کے ہمراہ اُٹھے تاکہ انھیں واپس پہنچا دیں جب وہ مسجد کے دروازے تک باب ام سلمہ کے پاس پہنچیں تو انصار میں سے دو شخص گذرے اور رسول اللہ صلعم کو سلام کیا۔ تو نبی صلعم نے فرمایا ٹھیر جاؤ یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم سبحان اللہ اور ان پر گراں گذرا۔ پس نبی صلعم نے فرمایا شیطان انسان کے پاس اس طرح پہنچ جاتا ہے جیسے (اس کا خون اور مجھے خوف ہوا کہ تمھارے دلوں میں بُرا خیال نہ ڈالے۔ (بخاری)

اس پر اکثر مولوی صاحبان یہ کہدیتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے نقاب اُٹھا کر اپنی بیوی کا چہرہ دکھایا جو کہ قطعاً غلط ہے۔ مگر اس پر بھی ایسے حضرات سے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ آپ بھی اسی سنّت پر عمل کریں کیونکہ چہرہ ڈھکی ہوئی عورت کو کوئی کیا پہچانے کہ آپ کے ساتھ کون جا رہی ہے دراصل حضرت صفیہ رضؓ کا چہرہ کھلا ہی تھا۔ علاوہ ازیں رسول اللہ صلعم اپنی ازواج مطہرات کو نہ صرف مسجدوں میں بلکہ جنگوں میں بھی اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔

(۸۶) مل کر کھانا کھانا

(۱) لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا۔ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ سب اکٹھے کھاؤ۔ یا الگ الگ۔ (۲۴ آیۃ ۶۱)

عمل اہل یورپ

عام طور پر گھر کے تمام لوگ ٹیبل پر اکھٹے کھانا کھاتے ہیں جس سے اتفاق محبت اور ہمدردی بڑھتی ہے اور برکت ہوتی ہے اس کے علاوہ چھوٹے بچّے بھی کھانا کھانے کے متعلق کئی باتیں

عمل اہل اسلام

کبھی بھی اپنی ماں بہن۔ بیوی۔ بیٹی یا بہو کے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھاتے بلکہ مرد پہلے کھاتے ہیں بعد ازاں عورتیں جو کہ غلامی کا نشان ہے۔ کیوں کہ لونڈیاں اور غلام سب کے بعد بچا کھچا

عمل اہل اسلام	عمل اہل یورپ
ہی کھاتے ہیں۔ حالانکہ بیوی کے ساتھ کھانا کھانا سُنّت ہے۔ اب عورتوں کے ساتھ باہر اکٹھے نہ جانے اور گھروں میں اُن کے ساتھ کھانا نہ کھانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب مسلمان یورپ کو جاتے ہیں تو وہاں عورتوں کو آزادانہ دیکھتے ہیں اور اُن کے ساتھ ٹی پارٹیوں، دعوتوں اور پک نک میں شامل ہوتے ہیں مگر عادت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے لہٰذا اُن کے چال چلن خراب ہو جاتے ہیں۔ اگر اپنے ملکوں میں ہی ایسا کرنے کی عادت ہوتی تو پھر اُن کے جذبات نہ بھڑکتے اور نہ کیریکٹر خراب ہوتا۔ علاوہ ازیں ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں اتفاق۔ محبّت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ بلا شبہ الگ الگ کھانے کا بھی حکم ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار ہے یا کسی کو ضروری کام کے	بڑوں سے سیکھ لیتے ہیں۔ البتہ جو لوگ بیمار ہوتے ہیں یا وہ لوگ جنھیں کسی کام کے لئے جلدی باہر جانا ہوتا ہے وہ علیحدہ بھی کھا لیتے ہیں مگر ہمیشہ اکٹھے ہو کر کھانا کھانے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بلا شبہ جو ٹیبل یعنی میز طرح طرح کے کھانوں سے بھری ہوئی ہو اُسے مائدہ کہا جاتا ہے۔ اب یورپین کا میزوں پر کھانا چن کر رکھنا اور کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا ثابت کرتا ہے کہ اُن کے گھروں میں ہر روز ہی مائدہ نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسٰیؑ کی دعا بھی ملاحظہ فرمایئے۔ قال عیسٰی ابن مریم اللّٰھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء اے ہمارے رب ہمارے لئے آسمان سے کھانا نازل کر (۵ آیۃ ۱۱۴) بلا شبہ طعام کو اونچی جگہ رکھ کر کھانا گویا کھانے کو عزّت دینا ہے۔

لئے جلدی باہر جانا ہے یا کوئی اور وجوہ ہیں تو ایسے لوگ علیحدہ بھی کھا لیں۔ غرضیکہ اپنے اپنے موقع محل پر دونوں حکموں پر عمل ہونا چاہیئے۔ مگر اکٹھے ہو کر کھانا کھانے کو ترجیح ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ حکم پہلے ہے اور دوسرے رسول اللہ صلعم نے بھی ترجیح دی۔ اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔
عن وحشی بن حرب عن ابیہ عن جدہ ان اصحاب النبی صلعم قالوا یا رسول اللہ انّا ناکل

(بقیہ عمل اہل اسلام) ولا نشبع قال فلعلکم تفترقون قالوا نعم قال فاجتمعوا علی طعامکم
واذکروا اسم اللہ یبارک لکم فیہ۔ روایت ہے وحشی بن حرب سے اس نے اپنے باپ سے اور
دادا سے جو اصحاب نبی صلعم کے تھے کہ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور آسودہ نہیں ہوتے
فرمایا شاید الگ الگ کھاتے ہو کہا ہاں فرمایا سب مل کر اکٹھے کھانا کھاؤ اور اللہ کا نام لو تمہارے لئے
اس میں برکت دی جائے گی (ابوداؤد) نیچے بیٹھ کر کھانا کھانے سے نیچے ہی بیٹھ گئے افسوس لفظ "فائدہ" سمجھی کو فائدہ [illegible]

(۸۷) مل کر باہر کام کرنا

(۱) ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض ط للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب
مما اکتسبن ط وسئلوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شیء علیما۔ اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ
نے تم کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کے لئے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے
لئے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۴ آیۃ ۳۲)
(۲) فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔ پس جب نماز ہو چکے تو زمین
میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو (۶۲ آیت ۱۰)

عمل اہل یورپ

عورتیں بھی مردوں کی طرح تمام محکموں اور
دفتروں اور بنکوں اور کارخانوں میں کام
کر رہی ہیں جس طرح مرد اپنی اپنی استعداد
لیاقت اور مذاق کے مطابق باہر کام کرتے
ہیں اسی طرح سے عورتیں بھی غرضیکہ گھروں
سے باہر بھی اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں اور
تجارت کے ذریعے خوب نفع کماتے ہیں اور
ہر ایک کو خواہ مرد ہو یا عورت بالغ لڑکا ہو یا

عمل اہل اسلام

تقسیم عمل کا بہانہ بنا کر عورتوں کو باہر کام کرنے
کی اجازت نہیں دیتے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے
کہ مسلمان غریب ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم
نے عورتوں کا میدان عمل مسجد سے لیکر
میدان جنگ تک اور علم حاصل کرنے کے
لئے گھر سے لیکر صین یعنی دور تک مقرر کر رکھا
ہے مگر اکثر لیڈران قوم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ
عورتوں کا خاص کام اپنے بچوں کی تربیت

عمل اہل یورپ

لڑکی محنت اور مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنا پڑتا ہے۔ صبح کے وقت مردوں اور عورتوں کا عمدہ لباس یعنی ڈیسینٹ ڈریس پہن کر اپنے کاموں پر حاضر ہونے کے لیۓ جلدی جلدی جانا ایک قابل دید نظارہ ہوتا ہے۔

عمل اہل اسلام

کرتا ہے۔ لہٰذا ان کا دائرہ عمل ان کے گھر ہیں ایسے حضرات سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ رسمی پردہ نشین خواتین نے اتنے عرصہ سے اپنے بچّوں کی تربیت کرنے میں کون سا کمال کر دیا ہے سوائے اس کے کہ وہ خود بھی غلامانہ۔ بزدلانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتی ہیں اور ان کے

تربیت کردہ بچے بھی بھلا جاہل عورت اپنے بچّوں کی تربیت کیا کرے۔ مہربانی کر کے ذرا اُن بچّوں کی تربیت کے ساتھ مقابلہ کیجئے جن کی مائیں آزاد اور تعلیم یافتہ ہیں ایسی عورتوں کی تربیت کردہ اولاد رسمی پردہ نشین عورتوں کی تربیت کردہ اولاد پر حکومت کر رہی ہے۔ حالانکہ پردہ نشین عورتوں کو آزاد عورتوں کے مقابلے پر اپنے بچّوں کی تربیت کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے کیونکہ وہ ہر وقت اپنے دائرہ عمل یعنی گھروں میں ٹھہری رہتی ہیں اور آزاد خواتین اپنے کاموں کے علاوہ سیر و تفریح کے لئے بھی باہر جاتی ہیں۔

اگر مسلم خواتین کو اپنے کاموں کے لئے باہر نہیں جانا تھا تو پھر ایک تو اللہ نے یہ حکم کیوں دیا کہ "زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو"۔ کیا اللہ کا فضل صرف مردوں کے لئے رہ گیا ہے اور عورتیں اس سے محروم ہیں۔ اور دوسرے رسول اللہ صلعم نے عورتوں کو ان کی ضرورتوں کے لئے باہر جانے کی اجازت کیوں دی یہ حدیث ملاحظہ کیجئے۔ عن عائشۃ قالت خرجت سودۃ بعد ماضرب الحجاب لحاجتھا وکانت امرأۃ جسیمۃ لا تخفیٰ علیٰ من یعرفھا فرآھا عمر بن الخطاب فقال یا سودۃ اما واللہ ما تخفین علینا فانظری کیف تخرجین قالت فانکفأت راجعۃ و رسول اللہ صلعم فی بیتی وانہ لیتعشیٰ و فی یدہ عرق فدخلت فقالت یا رسول اللہ انی خرجت لبعض حاجتی فقال لی عمر کذا وکذا قالت فاوحی اللہ الیہ ثم رفع عنہ وان

(بقیہ عمل اہل اسلام) العرق فی یدہ ما وضعہ فقال انہ قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن۔
حضرت عائشہ نے کہا کہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد ام المومنین سودہ اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلیں۔ وہ
ایک بھاری بھر کم عورت تھیں جو کوئی اُن کو پہچانتا اس سے چھپ نہ سکتیں۔ پس حضرت عمرؓ نے
اُن کو دیکھ لیا اور کہنے لگے سودہ خدا کی قسم تم اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو۔ اب دیکھو تم کیسے نکلی ہو
یہ سن کر سودہؓ لوٹ آئیں۔ اُس وقت آں حضرت میرے گھر میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ایک ہڈی آپ کے
ہاتھ میں تھی۔ سودہؓ اندر آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ صلعم میں ضرورت سے باہر نکلی تھی لیکن عمرؓ نے
یہ یہ گفتگو کی یہ سنتے ہی آپ پر وحی آنا شروع ہوئی پھر وحی کی حالت موقوف ہوگئی اور ہڈی اسی طرح
آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے ہاتھ سے اس کو رکھا نہیں تھا۔ فرمایا تم کو ضرورتوں کے لئے باہر نکلنے کی
اجازت دی گئی (بخاری کتاب التفسیر)

(۸۸) مل کر عبادت گاہوں کو جانا

(۱) یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کلّ مسجد۔ اے آدم کی اولاد ہر مسجد کو جاتے وقت اپنی
زینت کو لے لیا کرو (۷ آیت ۳۱)
(۲) انّما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصّلوٰۃ واٰتی الزّکوٰۃ ولم
یخش الّا اللہ۔ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ اور نماز
کو قایم کیا اور زکوٰۃ دی اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کیا (۹ آیہ ۱۸)

عمل اہل یورپ

گرجے کا گھنٹہ بجتے پر مرد اور عورتیں اچھے اچھے
کپڑے پہن کر گویا زینت لے کر گرجوں میں
نماز کے لئے چلے جاتے ہیں۔ کیوں کہ عبادت
گاہیں دونوں کے لئے مساوی سمجھی جاتی
ہیں۔

عمل اہل اسلام

عورتوں کو مسجدوں میں جانے کے قابل ہی
نہیں سمجھا جاتا۔ دوسرے لفظوں میں یوں
سمجھ لیجئے کہ عورتوں کا مسجدوں میں نماز پڑھنا
معیوب سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عورتیں مسجدوں
میں نماز پڑھنے نہیں جاتیں۔ حالانکہ اذان سے

(بقیہ عمل اہل اسلام) دونوں کو مساوی طور پر مسجد کی طرف بلایا جاتا ہے اور رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع مت کرو۔ اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے :۔

عن ابن عمر قال کانت امرأة لعمر تشهد صلوٰة الصبح والعشآء فی الجماعة فی المسجد فقیل لها لم تخرجین وقد تعلمین ان عمر یکره ذلك ویغار قالت فما یمنعه ان ینهانی قال یمنعه قول رسول الله صلعم لا تمنعوا امآء الله مساجد الله۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کی ایک بیوی تھیں صبح اور شام کی نماز باجماعت میں مسجد میں شامل ہوتی تھیں تو کسی نے انھیں کہا کہ تم جانتی ہو کہ عمر اسے ناپسند کرتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں تو کیوں نکلتی ہو کہا انھیں مجھے منع کرنے سے کیا مانع ہے۔ کہا انھیں نبی صلعم کا قول روکتا ہے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو (بخاری کتاب الجمعہ) بلاشبہ آج کل کے مسلمان اس سنت سے قطعاً ناآشنا ہیں گویا رسمی پردے کے سامنے سنت نبوی کی کوئی حقیقت ہی نہیں رہی۔ اب یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ نے مسلم خواتین کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روک دیا تھا بالکل غلط ہے بھلا جب وہ اپنی بیوی کو منع نہ کرسکے تو پھر دوسری عورتوں کو کیوں کر منع کرسکتے تھے۔

(۸۹) مل کر دعائیں مانگنا

(۱) ربّنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وّفی الاٰخرة حسنة وّقنا عذاب النّار۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں (بھی) بھلائی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (۲ آیۃ ۲۰۱)۔

(۲) قالا ربّنا ظلمنا انفسنا وان لّم تغفرلنا وترحمنا لنکوننّ من الخٰسرین۔ انھوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اگر تو ہماری حفاظت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے (۷ آیۃ ۲۳)

عمل اہل اسلام	عمل اہل یورپ
عورتوں کو اپنی دعاؤں میں شامل ہونے نہیں	عام طور پر گرجوں میں مرد عورت مل کر دعائیں

عمل اہل یورپ

مانگتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

دیتے یہ بھی ایک وجہ ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں حالانکہ رسول اللہؐ

کے زمانے میں عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر تکبیریں کہتیں اور دعائیں مانگتی تھیں ذیل کی احادیث ملاحظہ کیجئے۔ وکانت میمونۃ تکبر یوم النحر وکان النساء یکبرن خلف ابان بن عثمان وعمر بن عبد العزیز لیالی التشریق مع الرجال فی المسجد۔ اور حضرت میمونہ قربانی کے دن تکبیر کہتیں اور عورتیں ابان بن عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے پیچھے مسجد میں تشریق کے دنوں میں مردوں کے ساتھ تکبیریں کہتیں (بخاری کتاب العیدین)۔

عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فلیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم۔ روایت ہے ام عطیہ سے کہ حکم کئے گئے ہم لوگ کہ نکالیں ہم حیض والی عورتوں کو اور پردے والیوں کو دونوں عید کے دن پھر حاضر ہوں مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعائیں (بخاری)

(۹) مل کر مذہبی تیوہاروں کا منانا

(۱) فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ اور پھر جب تم اپنے حج کے ارکان پورا کرلو تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے بڑوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بڑھ کر (۲ آیۃ ۲۰۰)

عمل اہل یورپ

مذہبی تیوہار ایام کرسمس کو عورت اور مرد سب اکٹھے ہو کر مناتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

عید کے دن بھی اپنی عورتوں کو عیدگاہ میں نہیں لاتے۔ گویا عورتوں کو تیوہار منانے کا کوئی موقع ہی نہیں دیتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم نے

عورتوں کو بھی عیدگاہ میں شامل ہونے کی اجازت دی اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔

عن حفصۃ قالت کنا نمنع عواتقنا ان یخرجن فی العیدین فقدمت امراۃ فنزلت قصر بنی

(بقیہ عمل اہل اسلام) خلف فحدثت عن اختہا وکان زوج اختہا غزا مع النبی صلعم ثنتی عشرۃ غزوۃ وکانت اختی معہ فی ست قالت فکنا نداوی الکلمیٰ ونقوم علی المرضیٰ فسالت اختی النبی صلعم اعلی احدنا باس اذا لم یکن لہا جلباب ان لا تخرج قال لتلبسہا صاحبتہا من جلبابہا ولتشہد الخیر ودعوۃ المومنین۔ حفصہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی جوان عورتوں کو عیدین میں نکلنے سے روکتے تھے۔ پس ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری تو اس نے اپنی بہن سے روایت کی اور اس کی بہن کا خاوند نبی کریم کے ساتھ بارہ لڑائیوں میں شامل ہوا تھا اور میری بہن اس کے ساتھ چھ لڑائیوں میں تھی تو اس نے کہا ہم زخمیوں کا علاج کرتے بیماروں کی تیمارداری کرتے اور میری بہن نے نبیؐ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کسی پر جب اس کی چادر نہ ہو گناہ ہے کہ وہ نہ نکلے۔ فرمایا اس کے ساتھ والی اپنی چادر اس کو بھی اڑھائے اور چاہیئے کہ بھلائی اور مومنوں کی دعا میں حاضر ہوں۔ (بخاری)

(۹۱) مل کر مہمان نوازی کرنا

(۱) ولقد جاءت رسلنا ابرٰھیم بالبشریٰ قالوا سلٰماً قال سلٰمٌ فما لبث ان جاء بعجلٍ حنیذٍ۔ اور یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوش خبری لیکر آئے کہا سلامتی ہو اس نے کہا سلامتی اور دیر نہ کی کہ تلا ہوا بچھڑا (گوشت) لے آیا۔ وامرأتہٗ قآئمۃ فضحکت اور اس کی عورت کھڑی تھی سو وہ خوش ہوئی (۱۱ آیۃ ۶۹ و ۷۱)

(۲) فجاءتہ احدٰھما تمشی علی استحیاءٍ قالت ان ابی یدعوک۔ پس ان دونوں میں سے ایک حیا سے چلتی آئی کہنے لگی میرا باپ تجھے (موسیٰؑ) بلاتا ہے (۲۸ آیۃ ۲۵)

عمل اہل یورپ

عام طور پر عورتیں نہ صرف مہمان نوازی میں حصہ لیتی ہیں بلکہ ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھاتی ہیں اور مہمانوں سے باتیں بھی کرتی ہیں۔

عمل اہل اسلام

عام طور پر عورتوں کو مہمان نوازی میں کوئی حصہ نہیں لینے دیتے کیوں کہ اس سے رسمی پردہ ٹوٹ جاتا ہے بلاشبہ جس مہمان نوازی میں عورتیں

عمل اہل یورپ

چنانچہ ٹیبل ٹاک مشہور ہے علاوہ ازیں دلھن بھی مہماں نوازی میں حصہ لیتی ہے۔

عمل اہل اسلام

کوئی حصہ نہ لیں اسے مکمل مہماں نوازی نہیں کہا جا سکتا۔ کیوں کہ مہمان تو دونوں کا ہوتا ہے نہ کہ صرف مرد کا۔ مگر یہ بات حامیان رسمی پردہ کی سمجھ میں نہیں آتی۔ حالانکہ اس حدیث سے عورت کا مردوں کی مہماں نوازی کرنا بھی ثابت کرتا ہے۔ عن سھل بن سعد قال دعا ابو اسید الساعدی رسول اللہ صلعم فی عرسہ وکانت امراتہ یومئذ خادمھم وھی العروس۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ابو اسید نے رسول اللہ صلعم کو اپنی شادی پر بلایا اور اس کی بیوی اس دن اُن کی خدمت کرنے والی تھی اور وہی دولھن تھی (بخاری کتاب النکاح)

(۹۲) مل کر باہر سیر کرنا

(۱) ھو الذی یسیرکم فی البر والبحر۔ وہی ہے جو تمھیں خشکی اور تری میں سیر کراتا ہے (۱۱/۲۲)

عمل اہل یورپ

عام طور پر عورت اور مرد خشکی اور تری میں سیر و سیاحت کرکے خوب لطف اُٹھاتے ہیں اور چھٹیوں میں پک نک کا نظارہ واقعی قابلِ دید ہوتا ہے۔

عمل اہل اسلام

عام طور پر نہ تو خود سیر کرتے ہیں اور نہ اپنی عورتوں کو باہر سیر کرنے کے لئے نکلنے دیتے ہیں۔ گویا ایک بے حس قوم ہے اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر عورتوں کو باہر کی تازہ ہوا نہ ملے تو وہ اپنی صحت کو کیسے قایم رکھ سکیں جب صحت ہی اچھی نہ ہو تو پھر خوبصورتی کہاں سے آئے۔

(۹۳) مل کر بازار جانا

(۱) وقالوا ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ط اور کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے (۲۵ آیت ۷)

(۲) واللّٰہ جعل لکم الارض بساطاً لتسلکوا منہا سبلاً فجاجا۔ اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو وسیع قطعہ بنایا تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو (۷۱ آیۃ ۱۹)

عمل اہل یورپ

عام طور پر عورتیں بھی خرید و فروخت کے لئے بازاروں میں جاتی ہیں۔ اس طرح سے اُن کے دنیاوی تجربات بڑھ جاتے ہیں اور چیزیں بھی اپنے حسب منشا خرید لیتی ہیں۔

عمل اہل اسلام

عام طور پر مرد خود تو بازاروں میں جاتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو وہاں جانے نہیں دیتے اور اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ آخر بازار بھی تو کھلے رستے ہی ہیں۔ حالانکہ عورتوں کا بازار جانا اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ عن زید بن اسلم عن ابیہ قال خرجت مع عمر بن الخطابؓ الی السوق فلحقت عمرؓ امراۃ شابۃ۔ زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے ہمراہ بازار کی طرف نکلا تو حضرت عمرؓ سے ایک جوان عورت ملی (بخاری کتاب المغازی) جب اللہ کا رسول مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ بازار جانے کی سُنت دونوں کے لئے یکساں نہ ہو۔ مگر حامیانِ رسمی پردہ کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے عورتوں کے باہر کھُلے چہرے جانے سے تو غیرت آجاتی ہے مگر کلام الٰہی اور سنت کے خلاف جانے سے کوئی غیرت نہیں آتی۔ عورتوں کے خود بازار نہ جانے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے حسب منشا چیزیں خرید نہیں سکتیں اور جب خاوندوں سے کسی چیز کی فرمائش کرتی ہیں تو وہ یہ کہکر کہ اللہ تمام بازار میں تلاش کی کہیں نہیں ملی نہایت آسانی سے اپنا پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔

(۹۳) مل کر کھیلوں میں حصّہ لینا

(۱) وما الحیٰوۃ الدنیا الا لعب ولھو ط وللدار الاٰخرۃ خیر للذین یتقون ط افلا تعقلون ۔ اور دنیا کی زندگی صرف کھیلنا اور دل بہلانا ہے اور آخرت کا گھر یقیناً اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے جو تقوے کرتے ہیں پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (۶ آیت ۳۲)

عمل اہل یورپ

اپنے اور اپنی عورتوں کے کھیلنے کے لئے قسم قسم کے کھیل مثلاً کرکٹ ۔ فٹ بال ۔ والی بال ہاکی ۔ ٹینس ۔ بیڈمنٹن ۔ گالف ۔ تاش اور ڈانس وغیرہ نکال لئے ہیں اور دل بہلانے کے لئے طرح طرح کے بینڈ باجے راگ بلیرڈ شطرنج ۔ پیانو ۔ فونوگراف اور ریڈیو وغیرہ ایجاد کر لئے ہیں ۔ علاوہ ان کے تھیٹر سینما اور ٹاکیز بھی ہیں ۔ گویا ایک زندہ قوم ہے یہی وجہ ہے کہ مردوں اور عورتوں اور ان کے بچوں کی صحت اچھی ہے اور ان میں چستی و چالاکی اور مضبوطی پائی جاتی ہے ۔

عمل اہل اسلام

اکثر مرد تو باہر کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو ان کے نزدیک آنے نہیں دیتے اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر عورتیں کسی قسم کے کھیلوں میں کوئی حصہ نہ لیں تو پھر ان میں اور ان کی اولاد میں چستی و چالاکی اور مضبوطی کیسے آجائے غور کیجئے کہ مسلمانوں نے مسلم خواتین کے کھیلنے اور دل بہلانے کے لئے کون سا سامان مہیا کر رکھے ہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنے گھروں کی چہار دیواری میں دولھا اور چولھا لیکر بیٹھی رہیں اور دن بھر پان کھاتی رہیں ۔ حالانکہ عورتوں کا بھی کھیلوں میں حصہ لینا اور راگ کا سننا ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیے :

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کنت العب بالبنات عند النبی صلعم وکان لی صواحب یلعبن معی فکان رسول اللہ صلعم اذا دخل یتقمعن منہ فیسربھن الی فیلعبن معی ۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلعم کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں تو جب رسول اللہ صلعم گھر تشریف لاتے تو وہ آپ سے چھپ جاتیں سو آپ انھیں میرے پاس بھیجتے تو وہ میرے ساتھ کھیلتیں (بخاری کتاب الادب)

حضرت عائشہ رضؓ ان چیزوں سے کھیلا کرتی تھیں جن کا اس وقت رواج تھا اگر اس وقت ٹینس اور بیڈمنٹن کا رواج ہوتا تو پھر وہ ان چیزوں سے کھیلتیں ۔

(۲) عن عائشہ رضؓ انہا کانت مع رسول اللہ صلعم فی سفر قالت فسابقتہ فسبقتہ علی

(لقبیہ عمل اہل اسلام) رجلی فلما حملت اللحم سابقتہ فسبقنی قال ھذہ بتلک السبقۃ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ کسی سفر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھیں کہا عائشہؓ نے پھر میں اور حضرتؐ مل کر دوڑے سو میں دوڑ میں آپ سے آگے بڑھ گئی پھر جب موٹی ہوئی دوڑی حضرتؐ کے ساتھ سو آگے بڑھ گئے مجھ سے فرمایا یہ بڑھ جانا بدلا ہے اس بڑھ جانے کا (ابوداؤد) اگر اس حدیث کے ماتحت میاں بیوی نے گھر سے باہر ٹینس کھیل لیا تو کیا گناہ ہو گیا۔ آخر ٹینس میں بھی تو دوڑ ہی ہوتی ہے۔ ۳۔عن جابرؓ قال کنا مع النبیؐ صلعم فی غزوۃ فلما فقلنا کنا قریباً من المدینۃ قلت یارسول اللہ انی حدیث عھد بعرس قال تزوجت قلت نعم قال ابکر ام ثیب قلت بل ثیب قال فھلا بکراً تلاعبھا وتلاعبک۔ روایت ہے جابرؓ سے کہ کہا کہ ہم کسی لڑائی میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے پھر جب ہم واپس مدینہ کے قریب آئے کہا میں نے اے رسول اللہ مجھے شادی کئے تھوڑے دن ہوئے ہیں فرمایا کیا نکاح کیا تو میں نے کہا ہاں فرمایا کنواری ہے یا بیوہ میں نے کہا بیوہ ہے فرمایا کیوں نہ کنواری سے کیا کہ تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی (بخاری) رسول اللہ صلعم اپنی امتؐ کی چستی اور تندرستی کا بہت خیال رکھتے تھے اسی لئے فرمایا کہ کیوں نہ ایسی عورت سے شادی کی جو تمہارے ساتھ کھیلوں میں حصہ لیتی۔

(۴) وکان یوم عید یلعب السود ان بالدرق والحراب فاما سالت رسول اللہؐ واما قال تشتھین تنظرین فقلت نعم فاقامنی وراءہ خدی علی خدہ وھو یقول دونکم یا بنی ارفدۃ حتی اذا مللت قال لی حسبک قلت نعم قال فاذھبی۔ اور عید کا دن تھا حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے تو یا میں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا یا آپؐ نے فرمایا کیا دیکھنا چاہتی ہو میں نے کہا ہاں تو مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر دیا اور میرا رخسار آپؐ کے رخسار پر تھا اور آپ فرماتے تھے اے بنی ارفدہ کھیلو یہاں تک کہ جب میں اکتا گئی تو فرمایا بس میں نے کہا ہاں (بخاری کتاب العیدین) یہ واقعہ ۹ھ کا ہے جس وقت حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر سولہ سال کی تھی۔ حبشیوں کے کھیل کو دیکھنا ثابت کرتا ہے کہ اس وقت اسی کا رواج تھا۔

(بقیہ عمل اہل اسلام) اگر اس وقت تھیٹر سینما اور ٹوکیز کا رواج ہوتا تو وہ ان چیزوں کو دیکھتیں۔

۵۔ عن عائشۃ قالت دخل علیّ النبیّ صلعم وعندی جاریتان تغنّیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحوّل وجہہ ودخل ابوبکرؓ فانتہرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند النبیّ صلعم فاقبل علیہ رسول اللہ صلعم فقال دعہما فلما غفل غمزتہما فخرجتا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے میرے پاس نبی صلعم تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کا گیت گا رہی تھیں تو آپ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا اور حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو مجھے جھڑکا اور فرمایا نبی صلعم کے پاس شیطان کا راگ تو نبی صلعم نے ان کی طرف منہ پھیر کر فرمایا انھیں چھوڑ دو جب آپ کی توجہ ہٹ گئی میں نے انھیں اشارہ کیا تو وہ دونوں نکل گئیں (بخاری)

۶۔ عن الربیع بنت معوذٍ قالت دخل علیّ النبیّ صلعم غداۃ بنی علیّ فجلس علی فراشی کمجلسک منّی وجویریات یضربن بالدّف۔ ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہا نبی صلعم میری شادی کے دن صبح کو میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بچھونے پر بیٹھ گئے جیسے آپ میرے پاس بیٹھے ہیں اور کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں (بخاری کتاب المغازی) اس وقت دف بجانے کا رواج تھا اگر پیانو بجانے کا رواج ہوتا تو پھر عورتیں پیانو بجاتیں۔

۷۔ عن عائشۃؓ انّہا زفّت امراۃ الی رجلٍ من الانصار فقال نبیّ اللہ صلعم یا عائشۃ ما کان معکم لہو فانّ الانصار یعجبہم اللّہو۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک (دلھن) خاتون کو سنوار کر ایک انصاری مرد کے پاس بھیجا تو نبی صلعم نے فرمایا عائشہؓ تمھارے ساتھ گانا نہ تھا۔ انصار تو گانے کو پسند کرتے ہیں (بخاری کتاب النکاح)

اب اکثر مسلمانوں کی ذہنیت کا یہ حال ہے کہ فاحشہ عورتوں کا گانا سن لیں گے۔ روپیہ بھی ضائع کریں گے اور چال چلن بھی تباہ کریں گے مگر بیوی کو گانا سکھلانے کا نام نہ لیں گے۔ گویا راگ کو جو کہ ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے وہ فاحشہ عورتوں کے ہاتھوں میں دے رکھا ہے۔

(۹۵) طلاق میں طرفین کی مساوات

(۱) فان خفتم الا یقیما حدود اللہِ فلا جُناح علیھما فیما افتدت بہٖ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولٓئک ھم الظٰلمون۔ پس اگر تمھیں (فیصلہ کرنے والوں کو) یہ خوف ہو کہ وہ دونوں (خاوند اور بیوی) اللہ کی حدوں کو قایم نہیں رکھ سکینگے تو پھر اُن پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو عورت فدیہ میں دیدے یہ اللہ کی حدیں ہیں پس اُن سے آگے نہ بڑھو۔ اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھتے ہیں وہی ظالم ہیں (۲ آیتہ ۲۲۹)

عمل اہل یورپ

جیسے مردوں کو یہ حق ہے کہ کسی ناگوار سبب کے پیدا ہو جانے پر اپنی بیویوں کو طلاق دیں سکیں اسی طرح سے عورتوں کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ کسی ناپسندیدگی کی وجہ سے اپنے خاوندوں کو طلاق دے سکیں۔ چنانچہ کثرت سے ایسی طلاقیں ہو سکتی ہیں اور ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ ایڈورڈ ہشتم شہنشاہ انگلینڈ نے ایسی عورت سے شادی کی ہے جس نے یکے بعد دیگرے اپنے دو خاوندوں کو طلاق دی۔ خواہ بادشاہ کو اس کے لئے تخت و تاج چھوڑنا ہی پڑا بقول شخصے ؎

یا الٰہی تیرا در چھوڑ کہاں جائے غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

بلاشبہ عورت بڑی شان کی ہستی ہے جس کے

عمل اہل اسلام

مرد خود تو جب چاہیں کسی وجہ سے عورت کو طلاق دے سکتے ہیں۔ مگر عورتوں کو یہ حق کبھی نہیں دیتے گویا زبردستی عورتوں کے وارث بنتے ہیں جو کہ کلام ربانی کے قطعاً خلاف ہے۔

یٰٓایھا الذین اٰمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النسآء کرھًا ط اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمھارے لئے جایز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ (۴ آیتہ ۱۹) اس بے انصافی اور ظلم کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلم خواتین اپنے ظالم اور بے رحم خاوندوں کے پنجوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے آریا یا عیسائی ہو جاتی ہیں مسلمان اسے تو گوارا کر لیتے ہیں مگر افسوس اپنی عورتوں کو یہ حق نہیں دیتے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتیں تو

عمل اہل یورپ

ذریعہ دنیا میں بڑے بڑے انقلاب پیدا ہوتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

انھیں طلاق دے دیں۔ دوسرے لفظوں میں خلع سمجھ لیجئے، جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عن ابن عبّاسٍ انّ امراۃ ثابت بن قیسٍ اتت النّبی صلعم فقالت یارسول اللّٰہ ثابت بن قیسٍ مّا اعتب علیہ فی خلقٍ وّلا دینٍ وّلکنّی اکرہُ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللّٰہ صلعم اتردّین علیہ حدیقتہٗ قالت نعم قال رسول اللّٰہ صلعم اقبل الحدیقۃ وطلّقہا تطلیقۃً۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ثابت بن قیس پر اخلاق اور دین کی وجہ سے میں عیب نہیں لگاتی لیکن میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کیا تم اس کا باغ اسے واپس دیتی ہو کہا ہاں تو رسول اللہ صلعم نے (ثابت سے) فرمایا باغ قبول کر اور اسے طلاق دے دے (بخاری کتاب الطلاق) اسلام میں کفر کو برا سمجھتی ہوں کے یہ معنی ہیں کہ کفر میں یہ رسم تھی کہ عورت اپنے خاوند کو کسی ناپسندیدگی کی وجہ سے بھی چھوڑ نہیں سکتی تھی۔ مگر اسلام میں ہو کر وہ اس رسم کو برا سمجھتی تھی کیوں کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی آخر شکل اور طبیعت بھی کچھ چیز ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں ان کے خاوند کے متعلق یہ الفاظ ہیں کان رجلاً ذمیماً گویا اس کی کراہت یا ناموافقت کی وجہ ان کی بدصورتی تھی۔ مذکورہ بالا واقعہ سے اکثر صاحبان یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ چونکہ ثابت بن قیس کی بیوی نے رسول اللہ صلعم کے ذریعہ اپنے خاوند کو طلاق دی تھی اس لئے عورت بغیر عدالت کے خود بخود اپنے خاوند کو چھوڑ نہیں سکتی۔ اگر یہ نتیجہ درست ہے تو پھر مرد بھی خود بخود بغیر عدالت کے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔ کیوں کہ حضرت زیدؓ بھی اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے عقلمند صاحبان کے لئے غور کرنے موقعہ ہے۔

(۹۶) طلاق شدہ عورتوں کی مدد کرنا

وللمطلقٰت متاعٌ بالمعروف حقاً علی المتقین۔ اور طلاق دی ہوئی عورتوں کو پسندیدہ طور پر فائدہ پہنچانا چاہیے یہ متقیوں پر ایک حق ہے (۲ آیۃ ۲۴۱)

عمل اہل یورپ

مطلقہ عورتوں کو بعض حالتوں میں مدد کرنے کا قانون بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اس کے ماتحت سابقہ خاوندوں کو مدد کرنی پڑتی ہے۔

عمل اہل اسلام

اکثر اپنی بیویوں کو بھی اچھی حالت میں نہیں رکھتے یہاں تک کہ حق مہر بھی نہیں دیتے۔ بلکہ ادھار پر ہی کام چلاتے ہیں اور مرنے پر بخشوا لیتے ہیں ایسی حالت میں طلاق شدہ عورتوں کی خاک مدد کریں گے۔

(۹۷) بیوہ عورتوں کا نکاح کرنا

(۱) وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ اور تم میں سے جو مر جائیں اور وہ عورتیں چھوڑ جائیں وہ اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک انتظار میں رکھیں پھر جب وہ اپنی میعاد کو پہنچ جائیں تو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنے حق میں پسندیدہ طور پر کریں (۲ آیۃ ۲۳۴)

(۲) وانکحوا الایامٰی منکم۔ اور جو تم میں رانڈ اور رنڈوے ہوں ان کے نکاح کر دو (۲۴ آیۃ ۳۲)

عمل اہل یورپ

عام طور پر بیوہ عورتیں نکاح کر لیتی ہیں اور ان کے راستے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جاتی۔

عمل اہل اسلام

اکثر مرد خود تو بڈھے ہو جانے پر خواہ بوڑھے ہی ہوں جھٹ پٹ وسمہ اور خضاب لگا کر گویا جوان بن کر کنواری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں مگر اپنی لڑکیوں۔ بہنوں۔ بہوؤں کی بیوہ ہو جانے پر خواہ وہ جوان ہی کیوں نہ ہوں انہیں دوبارہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

(بقیہ عمل اہل اسلام) کیوں کہ اس سے ناک کٹتی ہے یہ ہے جعلی غیرت جس نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔

(۹۸) الگ الگ مکانوں میں رہنا

(۱) لیس علی الاعمیٰ حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج ولا علیٰ انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت اٰبآئکم او بیوت امھٰتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخوٰتکم او بیوت اعمامکم او بیوت عمّٰتکم او بیوت اخوالکم او بیوت خٰلٰتکم او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم

اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ بیمار پر کوئی تنگی ہے اور نہ خود تم پر کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا وہ جس کی چابیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست (کے گھر سے) (۲۴ آیۃ ۶۱)

عمل اہل یورپ

عام طور پر ماں باپ۔ بیٹیا۔ بھائی۔ بہن وغیرہ الگ الگ مکانوں میں رہتے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے خرچ کا ذمہ دار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے آپس میں اتنے خاندانی جھگڑے نہیں ہوتے اور ہر ایک خود مختار ہو کر اپنی زندگی گزارتا ہے اور اڑے وقت پر ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

عام طور پر ماں باپ۔ بیٹیا اور بہو وغیرہ اکٹھے رہتے ہیں یہی سبب ہے کہ تمام خاندان میں ہر وقت لڑائی جھگڑا ہی رہتا ہے۔ آج بہو اور ساس کی لڑائی ہو رہی ہے تو کل میاں بیوی کی اور پھر باپ بیٹے کی اگر یہی لوگ الگ الگ مکانوں میں رہتے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے تو پھر اتنے جھگڑے ہرگز پیدا نہ ہوتے در اصل اکٹھے ہو کر رہنے کی رسم کو غیر مسلموں سے لیا گیا ہے جو کہ نہ صرف قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف ہے بلکہ تباہ کن ہے۔ کیونکہ ایسے گھروں میں عام طور پر ایک کمانے والا اور دس کھانے والے ہوتے ہیں۔

(۹۹) دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت نہ جانا

(۱) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوائے (دوسرے) گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمھارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۲۴ آیۃ ۲۷)

(۲) وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ ۔ اور وہ جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہونچے تین دفعہ تم سے (اندر آنے کی) اجازت لے لیا کریں۔ نماز فجر سے پہلے اور جب تم گرمی کی دوپہر کو اپنے کپڑے اُتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد تین وقت تمھارے پردے کے ہیں۔ (۲۴ آیۃ ۵۸)

عمل اہل یورپ

بغیر اجازت کے کسی کے گھر نہیں جاتے۔ یہاں تک کہ باپ بیٹی کے کمرہ میں اور بیٹی باپ کے کمرے میں بھی اجازت لیکر ہی جاتے ہیں اور نابالغ لڑکے لڑکیاں بھی ایسا ہی کرتے ہیں دراصل انھوں نے نجی حالات نجی گفتگو اور مقاماتِ ستر کا پردہ سمجھا ہوا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ اجازت ملنے پر سب کو سلام کرتے ہیں اور مہمان کو میزبان اپنی بیوی، بیٹی اور لڑکے وغیرہ سے تعارف یعنی انٹروڈیوس کر دیتا ہے۔ تاکہ ان کی حیثیت کے مطابق ان کی عزت کی جائے اور جب وہ ان کے گھروں میں جائیں

عمل اہل اسلام

اکثر لوگوں کو اجازت لینے کی عادت نہیں اور کسی کے گھر میں بھی جائیں گے تو مردوں کو ہی سلام کریں گے گویا عورتیں گھر والوں میں شامل نہیں۔ مرد بھی رسمی پردے کا ڈھونگ لے کر اپنی عورتوں سے تعارف نہیں کرائیں گے کیوں کہ تعارف کرانا معیوب سمجھا جاتا ہے حالانکہ "وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا" کے الفاظ سے مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی سلام کرنا اور ان سے تعارف کا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ ایسے حضرت اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر عورتوں سے تعارف نہ کرایا گیا تو پھر مرد کیسے پہچان

عمل اہل یورپ

تو وہ بھی پہچان لیں۔

عمل اہل اسلام

لیں گے کہ فلاں مستورات ہمارے گھر میں آئی ہیں آخر پہچان تو چہرے سے ہی ہوگی

مگر بدقسمتی سے اسی کا پردہ سمجھ رکھا ہے حالانکہ چہرہ مقامات ستر میں نہیں اگر ایسا ہوتا تو پھر دولہا کو بھی اپنا چہرہ ڈھانکنا پڑتا در اصل حامیان رسمی پردہ نے دنیا سے نرالے ہو کر نیچی حالات نیچی گفتگو اور مقامات ستر کے علاوہ عورتوں کے چہرے کا بھی پردہ سمجھ رکھا ہے چونکہ وہ کمزور ہیں اس لئے انھیں دبا کر رکھتے ہیں۔

(۱۰۰) گھروں کے باہر سے چیزیں مانگنا

(۱) یاایہا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ... واذا سالتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب ط اے لوگو جو ایمان لائے ہو نبی کے گھر میں داخل نہ ہو سوائے اس کے کہ تمہیں اجازت دی جائے ...... اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو (۳۳ آیۃ ۵۳)

عمل اہل یورپ

جب کسی کے گھر سے کوئی چیز لینی ہوتی ہے تو اندر گھس کر نہیں مانگتے۔ بلکہ باہر سے طلب کرتے ہیں۔ کیوں کہ مقامات ستر نیچی گفتگو اور نیچی کاموں کا پردہ سمجھتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں لیتے کہ عورتوں کو کھلے چہرے باہر نہیں جانا چاہیئے۔

عمل اہل اسلام

عورتوں سے گھروں کے باہر سے چیزیں مانگنے کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ عورتوں کے چہرے کا پردہ ہے اس لئے وہ کھلے چہرے باہر نہ جائیں حالانکہ یہ نتیجہ نظریں نیچی رکھنے والے حکم کے قطعاً خلاف ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جن وجوہات کی بنا پر دوسروں کے گھروں میں

بلا اجازت کے جانا منع کیا گیا ہے انہیں وجوہات کے باعث عورتوں سے پردہ کے پیچھے سے چیزیں مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ وجوہ یہ ہیں مقامات ستر کا کھلا ہونا۔ نیچی گفتگو کرنا اور

(بقیہ عمل اہل اسلام) انجی کاموں کا سرانجام دینا گویا باہر والوں کو اندر آنے کے لئے یہ رکاوٹیں ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ عورتوں نے اپنے مقاماتِ ستر ڈھانک کر بھی کھلے چہرے باہر نہیں جانا۔ کیوں کہ ان کے باہر جانے کے لئے تو کوئی رکاوٹ نہیں مگر یہ بات حامیانِ رسمی پردہ کی سمجھ میں ہرگز نہیں آتی۔

(۱۰) زیب و زینت کرکے باہر جانا

(۱) قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہٖ ۔ کہ اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے کس نے حرام کیا ہے (۷ آیۃ ۳۲)

عمل اہل یورپ

مرد اور عورت دونوں ہی اچھے اچھے کپڑے پہن کر گویا ڈی سینٹ ڈریس میں باہر جاتی ہیں لباس بھی سادہ ہوتا ہے کسی قسم کی زرق برق نہیں ہوتی زیور بھی بہت مختصر سا استعمال کیا جاتا ہے، ہاتھ کی انگوٹھی کانوں کے بُندے گلے کا ہار، زیورات پر اتنا روپیہ خرچ نہیں کرتے جتنا کہ عمدہ اور سادہ لباس پر خرچ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کپڑوں کے جوڑے زیادہ بنواتے ہیں اکثر عورتیں اپنے سروں کے بالوں کو کترواتی ہیں جو کہ صفائی میں داخل ہے اور لپسٹک یعنی ہونٹوں کی سُرخی اور پوڈر کو بھی ریلو زینت کے استعمال کرتی ہیں اور لونڈر بھی لگاتی ہیں۔

عمل اہل اسلام

اکثر مرد خود تو اچھے اچھے کپڑے پہن کر باہر جاتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو زیب و زینت کرکے کھلے چہرے باہر جانے نہیں دیتے حالانکہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں عورتیں زیور پہن کر عمدہ لباس میں باہر جاتی تھیں۔ ان احادیث کو ملاحظہ کیجئے۔ وقال النبی صلعم تصدقن ولو من حلیکن فلم یلبثن صدقة الارض من غیرها فجعلت المرأة تلقی خرصها وسخابها۔ اور نبی صلعم نے فرمایا صدقہ دو اگرچہ تمھارے زیوروں میں سے ہو تو سامان کا صدقہ دوسری چیزوں سے الگ نہیں تو عورتیں اپنی بالیاں اور ہار ڈالنے لگیں (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

(بقیہ عمل اہل اسلام) عن انس بن مالک انّہ رای علی ام کلثوم علیہا السلام بنت رسول اللّٰہ صلعم برد حریر سیراء - انس بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے اُمّ کلثوم علیہا السلام رسول اللّٰہ صلعم کی صاحبزادی پر ریشم کی چادر دیکھی (بخاری کتاب اللباس) زیورات کو صدقہ میں دینا ہی ثابت کرتا ہے کہ مسلم خواتین اس وقت زیب و زینت کرکے اور اچھے کپڑے پہن کر باہر جایا کرتی تھیں - مرد خود تو اپنے سر کے بالوں کو کترواتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو اس کی اجازت نہیں دیتے - حالانکہ ان کے لئے بھی یہ جائز ہے - اس حدیث پر غور کیجئے عن ابن عباس رضہ قال قال رسول اللّٰہ صلعم لیس علی النساء الحلق انما علی النساء التقصیر - روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللّٰہ صلعم نے نہیں ہے عورتوں کو سر منڈوانا مگر بال کتروانا (ابو داؤد) عورتیں زیور تو بہت بنوا کر رکھ چھوڑتی ہیں جو کہ عام طور پر استعمال بھی نہیں کرتیں مگر کپڑوں کی صفائی کی طرف چنداں توجہ نہیں دیتیں اور اتنا بھی نہیں سمجھتیں کہ میلے کچیلے کپڑوں پر زیور کچھ نہیں دیتا -

(۱۰۲) عورتوں سے تسکین پانا

(۱) هو الّذی خلقکم مّن نّفسٍ وّاحدةٍ وّجعل منها زوجها لیسکن الیها - وہی ہے جس نے تم کو ایک جنس سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے تسکین پائے (۷ آیۃ ۱۸۹)

(۲) ومن اٰیٰتہٖ ان خلق لکم مّن انفسکم ازواجًا لّتسکنوا الیها - اور اس کے نشانوں میں سے ہے کہ تمھارے لئے تمھارے نفسوں سے بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے راحت پاؤ (۳۰ آیۃ ۲۱)

عمل اہل یورپ	عمل اہل اسلام
مرد اور عورت ایک دوسرے کے ساتھ باہر جا کر سیر کرتے ہیں ٹینس - بیڈمنٹن اور	عام طور پر اپنی عورتوں سے سوائے تعلقات زناشوئی کے اور کسی قسم کی خوش طبعی یعنی

عمل اہل یورپ

دوسرے کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں تھیٹر سینما اور ٹاکیز کو دیکھتے ہیں غرضکہ ہر طرح سے زندگی کا لطف اُٹھاتے ہیں نہ صرف عورتوں سے بلکہ ان کے فوٹوؤں سے بھی راحت اور تسکین پاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کے فوٹو لیکر اپنے کمروں میں بطور زیب وزینت کے رکھتے ہیں اور انھیں آپس کی محبت کا نشان سمجھتے ہیں۔

عمل اہل اسلام

ان جوئے مینٹ کے نام سے ہی نا آشنا ہیں چنانچہ اکثر مرد خود تو باہر سیر کرتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنے نہیں دیتے خود تو باہر کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو کھیلوں میں شامل ہونے نہیں دیتے۔ خود تو سینما اور تھیٹر دیکھتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتے خود تو اپنے فوٹو اترواتے ہیں مگر اپنی عورتوں کو اتروانے نہیں دیتے۔ غرضکہ اپنی عورتوں سے راحت اور تسکین پانے کے نام سے ہی نا آشنا ہیں مگر غیر عورتوں کی تصویروں اور فوٹوؤں سے ضرور آرام اور تسکین پاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے بے جاں عکسوں تک اپنے کمروں میں زیب وزینت اور دلاویزی کے لئے لگا کر رکھتے ہیں۔ پھر یہی نہیں بلکہ ان کتابوں اور رسالوں کو بھی شوق کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جن میں خوبصورت عورتوں کے فوٹو ہوں افسوس تو اس امر کا ہے کہ فوٹو بھی انھیں دلربا نازنینوں کے ہوتے ہیں جو کہ بے نقاب ہوکر آزادی سے باہر پھرتی ہیں۔ بھلا غیر عورتوں کے خوبصورت فوٹوؤں کو چوکھٹوں میں لگا کر اپنے کمروں کو زینت دینا اور اپنی عورتوں کو گھر کی چہار دیواری اور باہر ڈولی اور برقع میں چھپا کر رکھنا کونسی عقلمندی ہے بلاشبہ رسمی پردہ کے باعث مسلم خواتین اپنی خداداد خوبصورتی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ ان کے خاوند اپنی عورتوں سے کسی قسم کی راحت اور تسکین نہ پانے پر غیر عورتوں سے دل لگاتے ہیں۔ کیونکہ ایسی عورتیں اپنی ضرورتوں کے لئے کھلے چہرے باہر جاتی اور تازہ ہوا کے پانے کی وجہ سے اپنی خوبصورتی چستی اور تندرستی کو قایم رکھتی ہیں۔

(١٠٣) عورتوں کی عزّت کرنا

(١) وعاشروھنّ بالمعروف - اور ان (عورتوں) کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ (پ ١٩)

عمل اہل یورپ

عام طور پر عورتوں کے ساتھ بہت حُسنِ سلوک سے پیش آتے ہیں ان کی بڑی عزّت کرتے ہیں یہاں تک کہ اپنی ہیٹ یعنی ٹوپی بھی اپنے سروں سے اُتار دیتے ہیں جس سے یہ ظاہر کرنا مراد ہوتا ہے کہ آپ ہمارے سردار ہیں۔ درحقیقت بات بھی یہی ہے کہ مردوں کو بھی عورتیں ہی جنتی ہیں۔ اسی واسطے وہ ایسے کریمانہ سلوک کی حقدار ہیں اگر کوئی عورت ملنے کے لئے آئے تو اُٹھ کر ملتے ہیں اور جگہ نہ ہونے پر خود اُٹھ بیٹھیں گے اور اُسے اپنی جگہ بٹھائیں گے۔ حتی الوسع عورتوں کی بات کو مانتے ہیں اور ہر حال میں ان کی نازبرداری کرتے ہیں۔ غرضکہ ان کے دلوں میں عورتوں کی بہت قدرومنزلت ہے یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اللہ نے انھیں اتنی حکومت دے رکھی ہے

عمل اہل اسلام

اکثر عورتوں کی عزّت نہیں کرتے بلکہ عزّت کرنے والوں کو زن مرید کے خطاب سے پکارتے ہیں۔ عام طور پر یہ کہدیتے ہیں کہ گھر میں کھانا پکانے کی تکلیف تھی اس واسطے نکاح کر لیا ہے گویا بیوی کو گھر میں بطور ایک باورچن کے لے آئے ہیں مسلمانوں کے تنزل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہیں آتے۔ اکثر حضرات بجائے نازبرداری کے ڈنڈا برداری سے کام لیتے ہیں بدزبانی کا تو کیا ہی پوچھنا۔ یہ کہکر کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں ان کی باتوں کی چنداں پروا نہیں کرتے بلا شبہ عورتوں کی قدرومنزلت نہ کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انھیں حقوق مساوات سے محروم کر رکھا ہے جب انھیں اپنے برابر کا سمجھا ہی نہیں جاتا تو پھر ان کی عزّت کیا اور حسن سلوک کیسا گویا وہ مردوں کے رحم پر ہیں وہ کریں چاہے نہ کریں درحقیقت موجودہ تمدن نے مسلم خواتین کی حیثیت اور مرتبہ کو ملیا میٹ کر دیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے وہ اچھا ہے جو کہ اپنی عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے۔ وخیارکم خیارکم لنسائہم (ابوداؤد)